عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۳ | ۲۹ شوال تا ۶ ذوالقعدہ ۱۴۴۵ھ مطابق ۸ تا ۱۵ مئی ۲۰۲۴ء | شمارہ: ۱۸

امام بخاری کا اسلوبِ طرزِ استدلال

اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان کے لیے لازم

2024 الیکشن نتائج و عواقب

آسان حج و عمرہ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

تین طلاق کا حکم

س:.... جناب مولانا صاحب! میرے شوہر نے مجھے تین بار تین دن تک تین طلاق دیں۔ یعنی مختلف اوقات میں مختلف دنوں میں اب تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد وہ مجھ سے رجوع کرنا چاہتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟ مہربانی فرما کر میری راہنمائی فرمائیں اور مجھے فتویٰ دیں۔

ج:.... صورت مسؤلہ میں اگر سائلہ کا بیان واقعتاً صحیح و درست ہے تو ایسی صورت میں سائلہ کو تینوں طلاقیں واقع ہو چکی ہیں اور بیوی شوہر پر حرمت مغلظہ کے ساتھ ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔ اب ان کے درمیان بغیر حلالہ شرعیہ کے دوبارہ رجوع یا نکاح درست نہیں۔ یہ خاتون عدت پوری کرنے کے بعد آزاد ہوگی اور دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

داڑھی اور نماز سے متعلق مسائل

س:.... (۱) کیا داڑھی کترنے والے موذن کی اذان و اقامت درست ہے؟ جبکہ داڑھی والے موجود ہوں۔

(۲) اگر ایک بوڑھا آدمی بیٹھ کر رکوع سجدہ اگر کر سکے تو اس کے لئے کرسی پر نماز پڑھنا یا بیٹھ کر نماز پڑھنا کون سا طریقہ افضل ہے؟

(۳) اٹیچ باتھ روم میں استنجا، وضو کرتے ہوئے دعائیں یا کلمہ شہادت پڑھے یا نہیں؟ ان سوالات کے جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

ج:.... (۱) ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے، اس سے کم کر دینا جائز نہیں، ایسے شخص کی اذان و اقامت کہنا بھی مکروہ ہے۔

(۲) اگر زمین پر بیٹھ کر اٹھنے میں زیادہ پریشانی یا تکلیف نہ ہو تو پھر زمین پر بیٹھ کر رکوع سجدہ کے ساتھ نماز پڑھنا افضل ہے، اور اگر تکلیف ہو تو کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

(۳) اٹیچ باتھ روم میں ذکر و اذکار یا دعائیں پڑھنا منع ہے، وضو سے فارغ ہو کر باہر آ کر دعائیں پڑھ لی جائیں تو بہتر ہے۔

ایک بار ایجاب و قبول سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے

س:.... میرا تجدید نکاح ہوا ہے، نکاح خواں نے خطبہ پڑھنے کے بعد مندرجہ ذیل طریقہ پر نکاح پڑھایا اس وقت میں اور میرا بھائی بھی موجود تھے، اس کے علاوہ دوسرے لوگ بھی تھے۔ مولوی صاحب نے یوں کہا کہ: ”ریحان کی بہن راحلہ، الطاف صاحب آپ کو ان گواہوں کی موجودگی میں قبول ہے؟۔ شوہر نے کہا: جی ہاں، قبول ہے! صرف ایک بار ہی کہا۔“ کیا اس طرح نکاح ہو گیا؟ کچھ لوگ کہہ رہے ہیں، نکاح صحیح نہیں ہوا۔ اس بارے میں وضاحت فرما دیں۔ جزاک اللہ۔

ج:.... واضح رہے کہ ایک بار ایجاب و قبول کرنے سے ہی نکاح منعقد ہو جاتا ہے، لہٰذا صورت مسؤلہ میں نکاح کی مجلس میں نکاح خواں نے جب یہ کہا کہ: ”ریحان کی بہن راحلہ، الطاف صاحب آپ کو ان گواہوں کی موجودگی میں قبول ہے؟ تو شوہر نے کہا: جی ہاں! قبول ہے۔“ اس طرح نکاح کا ایجاب و قبول مکمل ہو گیا اور نکاح درست ہو گیا۔ حق مہر کا ذکر نہیں ہوا، لیکن میاں بیوی کے درمیان جو مہر بھی طے ہو گیا ہو وہ شوہر کے ذمہ ادا کرنا ضروری ہے۔ اس لیے شک و شبہ میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ واللہ علم بالصواب۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۳ ۲۹ رشوال تا ۶ ذوالقعدہ ۱۴۴۵ھ مطابق ۸ تا ۱۵ رمئی ۲۰۲۴ء شمارہ: ۱۸

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری
مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا
مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ
معاون مدیر
عبداللطیف طاہر
قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ
سرکولیشن مینجر
محمد انور رانا
تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

الیکشن ۲۰۲۴ء.... نتائج و عواقب	۵	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
آسان حج و عمرہ	۷	حضرت مولانا عبدالمجید انورؒ
اطاعت رسول... ایمان کے لئے لازم	۱۱	مولانا محمد سالم قاسم سریانوی
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اسلوب وطرز استدلال	۱۵	حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
اسمارٹ فون... دورِ حاضر کا عظیم فتنہ (۹)	۱۹	حضرت فیروز عبداللہ میمن مدظلہ
والدہ ماجدہؒ کی رحلت	۲۳	مولانا محمد طیب بن عبدالرزاق
دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۴	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

زرِ تعاون
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقی وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۶۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

بیاد
امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۷۸۳۴۸۶-۰۶۱
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۷۸ فصل:... اہجری کے واقعات

۱۷:.... ناقہ کا مأمور ہونا:... اسی سال جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناقہ پر سوار تھے، مدینہ طیبہ کے ہر قبیلے کی خواہش تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہاں فروکش ہوں، ہر شخص ناقہ کی مہار پکڑ کر اپنی درخواست پر اِصرار کرتا، مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: ''اسے چھوڑ دو! اس کو جہاں کا حکم ہے وہیں بیٹھے گی۔'' چنانچہ جب ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کے سامنے پہنچی تو وہاں بیٹھ گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ مبارک کے بیٹھنے کی جگہ مدینہ طیبہ میں اب تک محفوظ ہے، اس کی زیارت کی جاتی ہے اور اس سے برکت حاصل کی جاتی ہے اور اس جگہ لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ (یہ جگہ اب مسجدِ نبوی کی توسیع کے پیشِ نظر صاف کردی گئی ہے)۔

۱۸:.... حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کا شرفِ میزبانی:.... اسی سال جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کو شرفِ مہمانی بخشا اور مسجدِ نبوی کی تعمیر شروع فرمادی، اس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

۱۹:.... حجروں کی تعمیر:.... اسی سال جن دنوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر قیام فرماتے ہیں (اَزواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے) حجرے تعمیر فرمائے ہیں، اور جب وہ تیار ہوگئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان میں منتقل ہوگئے، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان میں قیام کی مدت واقدی کے قول کے مطابق سات مہینے ہے، اور دُوسرے حضرات کا کہنا ہے کہ ایک ماہ سے بھی کم وہاں رہے۔

۲۰:.... حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہجرت:.... اسی سال حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو (اہلِ مکہ کی امانتیں واپس کرنے کے لئے) پیچھے چھوڑ آئے تھے، چنانچہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کم وبیش تین دن مکہ میں رہے، بعد اَزاں مکہ سے نکلے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری سے قبل قباء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آملے۔

۲۱:.... معجزۂ شفا:.... اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ قباء پہنچے تو تیز چلنے کی وجہ سے ان کی ٹانگوں میں شدید تکلیف تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درد کی جگہ اپنا دستِ مبارک پھیرا اور دُعا فرمائی، درد فوراً جاتا رہا، بعد اَزاں انہیں مدت العمر کبھی یہ تکلیف نہ ہوئی۔

۲۲:.... تاریخِ ہجری کا آغاز:.... اسی سال جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قباء میں فروکش تھے، ابتدائے تاریخ کا حکم فرمایا، چنانچہ ہجرتِ نبوی سے تاریخ کا آغاز کیا گیا، اور سنِ ہجری کا پہلا مہینہ محرم قرار دیا گیا، کیونکہ عربوں کے یہاں محرم سال کا پہلا مہینہ شمار ہوتا ہے، نیز اسی مہینے حاجی اپنے گھروں کو واپس لوٹتے ہیں۔ آغاز سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت ۱۷ھ میں اور ایک قول یہ ہے کہ تاریخِ ہجری کی وضع اور سنِ ہجری کا محرم سے فرمایا تھا، مگر پہلا قول زیادہ راجح ہے۔

۲۳:.... اہلِ بیت کی مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت:.... اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے چند دن بعد مندرجہ ذیل خواتین نے ہجرت کی: حضرت فاطمۃ الزہراء، اُمِّ کلثوم بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اُمّ المؤمنین سودہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مربیہ اُمِّ اَیمن، اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ، اور ان کی ہمشیرہ اسماء بنتِ ابی بکر اور حضرت عائشہ کی والدہ ماجدہ اُمِّ رُومان رضی اللہ عنہن۔ مدینہ پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ اور حضرت ابورافع کو (یہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے) حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی معیت میں ان خواتین کو مکہ سے مدینہ لانے کے لئے بھیجا، دو اُونٹ اور پانچ سو درہم ان کو عطا فرمائے، چنانچہ یہ حضرات، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر کی ان خواتین کو لے کر مدینہ پہنچے، ان کی آمد ہجرتِ نبوی سے سات ماہ بعد ہوئی، چنانچہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا قباء پہنچیں تو پورے دنوں کی حاملہ تھیں، قباء ہی میں ان کے صاحبزادے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی، اور ان کی پیدائش صحیح قول کے مطابق شوال ۱ھ کی ہے، جیسا کہ حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ نے ''البدایہ والنہایہ'' میں ذکر کیا ہے۔ (جاری ہے)

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

الیکشن ۲۰۲۴ء..... نتائج وعواقب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

ارادہ تھا کہ الیکشن ۲۰۲۴ء سے متعلق چند گزارشات عرض کریں گے۔ آج جب اس وعدہ کے ایفاء کے لئے قلم سنبھالا تو سخت ذہنی دباؤ میں خود کو محسوس کیا۔ اس الیکشن نے ایسی صورت حال سے دوچار کر دیا ہے کہ نہ کہے بنے، نہ چپ رہے بنے۔ اگلنا اور نگلنا دونوں مشکل ہو گئے ہیں۔ مچھلی کا کانٹا حلق میں کیا پریشان کرتا ہوگا جو الیکشن کے نتائج نے صورت پیدا کر دی ہے۔ جو جو تفصیلات وتبصرے مضامین ومکالمات ومذاکرات سامنے آئے۔ جو جو چشم کشا المناک باعث شرم واقعات الم نشرح ہوئے۔ اس پر جتنا اظہار حیرت کیا جائے کم ہے۔ رات کو جو پچاس ہزار کی لیڈ پر تھے صبح کو وہ ایک لاکھ پر ہار چکے تھے۔ رات کو جو ابھی سینکڑوں کی حدود سے باہر نہ نکلے تھے، صبح وہ ڈیڑھ لاکھ سے جیت چکے تھے۔ بلوچستان میں مبینہ طور پر دست بدست کی باتیں گشت کر رہی ہیں۔ بعض لوگوں کو قطعاً اپنے جیتنے کی توقع نہ تھی۔ ایسے بددل تھے کہ انہوں نے الیکشن مہم بھی نہیں چلائی۔ رات کو سسکیاں لیتے ہوئے سوئے تو صبح غیبی طاقت نے انہیں جتوا کر سرپرائز سے مالا مال کر دیا۔

بلا مبالغہ پاکستان بننے سے لے کر آج تک پون صدی میں اتنا بڑا اعجوبہ ظاہر نہیں ہوا۔ جو اس الیکشن نے کر دکھایا۔ سنا تھا ہمارے ادارے ہر الیکشن سے قبل امریکہ سمیت مغربی آقاؤں کو یقین دلاتے تھے کہ اس الیکشن میں دینی طاقتیں دیوار سے لگ جائیں گی۔ اس دفعہ تمام دینی قوتوں کو ان اداروں نے دیوار سے ہی نہیں لگایا، منظر ہی سے غائب کر دیا۔ جمعیۃ علماء پاکستان، جمعیت اہل حدیث، تحریک لبیک، راہ حق پارٹی، جماعت اسلامی میں سے کسی ایک کو بھی کوئی ایک سیٹ نہیں ملی۔ جمعیت علماء اسلام کو توقع سے اتنی کم سیٹیں ملیں کہ جس نے سنا اس کی سٹی گم ہوگئی۔ یار لوگوں نے وہ کرتب دکھلایا کہ فارم پینتالیس اور فارم سینتالیس آپس میں ٹکرا کر وہ ارتعاش پیدا کر گئے کہ اس رعد وکڑک نے پوری پاکستانی قوم کو اس گھمن گھیر کے سمجھنے کی صلاحیتوں سے محروم کر دیا۔

پہلے الیکشنوں میں ہارنے والے شکایت کرتے تھے کہ الیکشن میں دھاندلی ہوئی۔ اس دفعہ تو جیتنے والوں کے دل بھی گواہی دیتے ہیں کہ دھاندلہ ہو گیا ہے۔ اس تمام کرم فرمائی میں خفیہ اداروں کی صلاحیتوں کو سلام کرنا پڑتا ہے۔ الیکشن سے قبل انہوں نے جو اپنے اندازے بتائے کہ فلاں پارٹی کو اتنی سیٹیں، فلاں کو اتنی ملیں گی۔ ذرہ برابر فرق نہیں آیا۔

کمال ہوا کہ الیکشن بعد میں ہوا، ان کا پہلے سے فرمایا ہوا فرمان ایسے پورا ہوا کہ جو پلاننگ تھی وہ سوفیصد پوری کر کے الیکشن کے فارم ۴۷ میں رنگ بھر دیا گیا۔ پاکستانی پولیس کے بارے میں کہاوت تھی کہ ان کو چوری سے پہلے معلوم ہوتا ہے کہ چور کون ہے۔ اب تو اداروں نے پولیس کو بھی مات دے دیا کہ الیکشن سے پہلے جو فرمایا وہ پورا کر دکھایا۔ اگر یہی لچھن ہی دکھانے تھے تو الیکشن پر اربوں روپیہ کیوں برباد کیا۔ اپنے مادھو لال جو، اب لائے ہو، انہیں پہلے ہی براجمان کر دیا جاتا۔

ذرا دیکھئے کہ صوبہ پنجاب و مرکز نون لیگ، صوبہ سندھ پیپلز پارٹی، صوبہ بلوچستان مخلوط اور صوبہ خیبر پختون خواہ تحریک انصاف۔ سینٹ میں ایک پارٹی کا چیئرمین، قومی اسمبلی کا اسپیکر دوسری پارٹی کا۔ اس افراتفری اور رنگ برنگی چال میں اقتدار اصل مقتدر حضرات کے سامنے سربسجود، نام کسی کا، کام کسی کا۔ کندھا کسی کا، فائر کسی کا۔ فیض کسی کا، فائز کسی کا۔ ہوگا کچھ، نظر آئے گا کچھ۔ اس کو کہتے ہیں کہ: ’’کچھ کا کچھ نظر آتا ہے۔‘‘

الیکشن نے آنکھوں میں دھول کیا ڈالی پوری قوم کی آنکھیں چندھیا کر رہ گئیں۔ چہار سُو مایوسی کے بادل، اندھیروں کا راج، اندھے کانے راجوں کا دھمال اور اصل مقتدر طاقتوں کا کمال۔ لیکن سنا ہے کہ ہر کمالے را زوالے۔ آیئے، انتظار کریں! تیل دیکھو، تیل کی دھار دیکھو، حالات دیکھو، حالات کی رفتار دیکھو۔ لیکن یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیے کہ حق کو مٹانے والے مٹ گئے، حق کو مٹانے والے مٹ جائیں گے، حق رہے گا۔ آب و تاب کے ساتھ رہے گا۔ شان و شوکت، جاہ و جلال کے ساتھ رہے گا۔ نمرود و فرعون حق کو نہ مٹا سکے تو پرویز مشرف کیا مٹاتا۔ یہی پیغام ہے جو دیا جاسکتا ہے ورنہ چُپ بھلی۔

ہمارے مخدوم حضرت مولانا فضل الرحمٰن اذا عزمت فتوکل علی اللہ پر عمل کرنے کے خوگر اور مقدر کے ایسے دھنی ہیں کہ پانی پت کو بھی سونی پت بنا دیتے ہیں۔ سیانے کہتے ہیں کہ ’’شکاری کو جنگل میں شکار کی بجائے سؤر سے متھ لگانا پڑ جائے تو وہ منظر قابل دید ہوتا ہے۔‘‘ لیکن وہ منظر تو بالکل نہیں بھلایا جاسکتا جب خنزیر کو نتھ ڈال کر بندر کا ناچ نچایا جائے۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

آسان حج وعمرہ

حضرت مولانا عبدالمجید انور رحمۃ اللہ علیہ

نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی طرح حج بھی اسلام کا ایک رکن اور اہم فریضہ ہے، جس شخص کو حق تعالیٰ نے اتنا مال دیا ہے کہ اپنے گھر سے مکہ مکرمہ تک آنے جانے پر قادر ہے، اور واپسی تک اپنے اہل وعیال کے مصارف برداشت کرسکتا ہے تو اس پر عمر بھر میں ایک بار حج کرنا فرض ہے، اس کے ادا کرنے میں دیر نہ کی جائے، بلکہ اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر سفر کا انتظام جلد کرلینا چاہیئے۔

خصوصی آداب:

۱:......سفر سے پہلے حج پر جانے والے کو اپنی نیت خالص اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کے ثواب کی کرلینی چاہیئے۔

۲:......اپنے چھوٹے بڑے تمام گناہوں سے سچی پکی توبہ کریں۔

۳:......کسی کا مالی یا بدنی حق اپنے ذمہ ہو تو اسے ادا کردیا جائے، یا معاف کرایا جائے۔

۴:......قضا شدہ نمازیں یا روزے اگر اتنے ہیں کہ سفر سے پہلے پورے ادا نہیں ہوسکتے یا لوگوں کے حقوق اتنے ہیں کہ سردست ان کی معافی یا تلافی ممکن نہیں، تو ان کی ادائیگی کا پختہ عزم کریں، بلکہ ادا کرنا شروع کردیں اور جو باقی رہیں، ان کے لئے وصیت لکھ کر اپنے کسی عزیز یا دوست کو ذمہ دار بنائیں۔

مسئلہ:...... اگر مقروض آدمی کے پاس بقدر ادا مال یا جائیداد نہیں ہے تو اسے قرض خواہ کی اجازت کے بغیر حج کو جانا جائز نہیں اور اگر قرضہ سے زائد مال نہ ہو تو بہتر ہے کہ پہلے قرضہ ادا کرے، تاہم اگر حج کرلیا تو ادا ہوجائے گا۔

مسئلہ:...... تجارتی قرضے جن کا لین دین عموماً چلتا رہتا ہے، ان کی وجہ سے حج کو مؤخر نہیں کیا جائے گا۔

۵:......حج کے لئے حلال مال حاصل کرنا چاہیئے، ناجائز کمائی سے حج کیا تو ثواب نہیں ملتا، گو فرض ادا ہوجاتا ہے۔

۶:......والدین کو خدمت کی ضرورت ہو تو ان کی اجازت کے بغیر حج کو جانا مکروہ ہے۔

۷:......جانے سے پہلے حج کے مسائل سیکھنا واجب ہے، کسی معتبر عالم سے معلوم کریں، یا کوئی معتبر کتاب بار بار پڑھیں، جو بات سمجھ میں نہ آئے، کسی عالم سے سمجھ لیں۔

۸:......گھر سے نکلتے وقت دو رکعت نفل نماز پڑھیں (اگر وقت مکروہ نہ ہو)، سلام کے بعد آیۃ الکرسی اور سورۂ لایلاف پڑھ کر حق تعالیٰ سے اعانت اور سفر کی سہولت کی دعا مانگیں، حسب توفیق کچھ صدقہ خیرات کرکے خوشی خوشی ”بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ“ پڑھتے ہوئے اس مبارک سفر کا آغاز کریں، سفر کے دوران ناجائز اور لغو باتوں سے پرہیز رکھیں، جتنا ہوسکے ذکر اللہ میں لگے رہیں۔

حج وعمرہ کی ابتدأ:

نماز کی ابتدأ جس طرح تکبیر تحریمہ سے ہوتی ہے، ایسے ہی حج یا عمرہ کی ابتدأ احرام سے ہوتی ہے، اور احرام کا طریقہ جاننے سے پہلے یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ: حج کی تین قسمیں ہیں:

۱:اِفراد:...... حج افراد یہ ہے کہ احرام باندھتے وقت صرف حج کی نیت کی جائے۔

۲:قران:...... حج قران یہ ہے کہ احرام میں حج وعمرہ دونوں کی نیت کی جائے اور ایک ہی احرام سے دونوں کو ادا کرنے کا قصد ہو، ان دونوں قسموں میں باندھا ہوا احرام حج کے افعال پورے کرنے تک رہے گا، تب تک احرام کی پابندیاں جاری رہیں گی۔

۳:تمتع:...... حج تمتع یہ ہے کہ اول احرام کے وقت صرف عمرہ کی نیت کی جائے اور مکہ معظمہ پہنچ کر عمرہ کے ارکان وافعال ادا کرکے احرام کھول دیا جائے، پھر آٹھویں ذوالحجہ کو مسجد حرام سے حج کا احرام باندھ کر حج کیا جائے۔

ان تینوں قسموں میں سے حنفیہ کے نزدیک حج قران افضل ہے، مگر عام حالات کے پیش نظر تیسری قسم یعنی تمتع کو ہی اختیار کیا جاتا ہے، لہٰذا ذیل میں حج تمتع کی تفصیل ہی ذکر کی جائے گی۔

آپ پڑھ چکے ہیں کہ تمتع میں اول صرف عمرہ ہی کا

احرام باندھا جاتا ہے، اور یہ احرام آپ گھر سے یا اپنے ایئرپورٹ سے جدہ کے لئے سوار ہوتے وقت باندھ سکتے ہیں۔

اِحرام باندھنے کا طریقہ:

بہتر ہے کہ پہلے آپ حجامت بنوالیں، ناخن ترشوائیں، بغل وغیرہ کے بالوں کی صفائی کرکے غسل کرلیں، یا صرف وضو ہی کرلیں، سلے ہوئے کپڑے جسم سے اتار کر دو پاک صاف چادریں لے کر ایک کا تہبند بنائیں اور دوسری اوپر اوڑھ لیں، ممنوع یا سورج کے طلوع، غروب یا زوال کا وقت نہ ہو تو سر ڈھانک کر دو رکعت نفل ادا کریں، سلام پھیرتے ہی سر ننگا کرلیں، دل سے عمرہ کے احرام کی نیت کریں اور زبان سے بھی کہیں:

”اے اللہ! میں صرف تیری رضا کے لئے عمرہ کا احرام باندھتا ہوں، تو اس کو میرے لئے آسان فرما، صحیح طریقے پر ادا کرنے کی توفیق دے اور اپنے فضل سے قبول فرما۔“

تلبیہ:...... پھر ذرا بلند آواز سے تین بار تلبیہ کے یہ کلمات کہیں:

”لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ۔ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ۔ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ۔“

نیت کرنے کے بعد یہ تلبیہ پکارنا ضروری ہے، ورنہ احرام شروع نہ ہوگا۔ اب آپ اٹھتے بیٹھتے، میل ملاقات کے وقت اور نماز کے بعد یہ کلمات خوب ذوق و شوق کے ساتھ پکارتے رہئے، بس اب آپ ”محرم“ بن گئے ہیں۔

احرام کی پابندیاں:

۱:...... اب آپ کرتہ، پاجامہ وغیرہ (سلا ہوا لباس) نہیں پہن سکتے۔

۲:...... سر اور چہرہ نہیں ڈھانک سکتے۔

۳:...... دستانے، جرابیں اور ایسا جوتا نہیں پہن سکتے، جس سے پاؤں کے درمیان کی ابھری ہوئی ہڈی چھپ جائے۔

۴:...... خوشبو نہیں لگا سکتے۔

۵:...... بیوی کے ساتھ بے حجابی کی یا جذبات کو ابھارنے والی کوئی بات نہیں کرسکتے۔

۶:...... کسی جانور کا شکار یا کیڑے مکوڑے، بلکہ اپنے جسم کی جوؤں کو بھی نہیں مار سکتے۔

۷:...... لڑائی جھگڑا اور دیگر فسق و فجور بحالتِ احرام پہلے سے بھی زیادہ منع اور قبیح ہوجاتے ہیں۔

مسئلہ:۱:...... اگر عورت حالتِ حیض میں ہو تو غسل یا وضو کرکے احرام باندھ کر عمرہ یا حج کی نیت کرے اور تلبیہ پڑھ لے، دوگانہ نفل نہ پڑھے۔

مسئلہ:۲:...... وہ جب تک اس حالت میں ہے طواف اور سعی نہیں کرے گی۔

مسئلہ:۳:...... عورت احرام میں بھی بدستور سلے ہوئے کپڑے ہی پہنے رہے گی اور سر کو بھی چھپا کر رکھے گی۔

مسئلہ:۴:...... عورت احرام میں چہرہ کھلا رکھے گی، مگر اجنبی مرد کے سامنے نقاب اس طرح سے ڈالے جو چہرہ کو نہ لگنے پائے یا پنکھے وغیرہ کی آڑ کرلے۔

مسئلہ:۵:...... وہ دستانے، جراب اور بند جوتا پہن سکتی ہے۔

مسئلہ:۶:...... وہ تلبیہ (یعنی لبیک) بلند آواز سے نہیں پکارے گی، بلکہ آہستہ کہے گی۔

مکہ معظمہ میں داخلہ:

سفر کی منزلیں طے ہوجانے کے بعد مکہ معظمہ میں داخلہ کی جب سعادت نصیب ہو تو ذوق و شوق اور ادب و احترام کی کیفیت اپنے اندر پوری طرح سے پیدا کرکے دعا مانگیں:

”اے اللہ! اپنے اس مبارک شہر میں مجھے اطمینان و سکون سے رہنا نصیب فرما اور یہاں کے حقوق و آداب پورے کرنے کی توفیق نصیب فرما۔“

شہر میں داخل ہوکر پہلے سامان وغیرہ کا انتظام کریں، تاکہ دل میں الجھاؤ نہ رہے، پھر وضو کرکے تلبیہ پکارتے ہوئے مسجد حرام میں حاضری دیں۔ خشوع، خضوع، تواضع اور عاجزی کے ساتھ بیت اللہ شریف کی عظمت اور جلال کا دھیان رکھتے ہوئے: ”بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ“ کہہ کر دایاں پاؤں مسجدِ حرام کے اندر رکھیں اور یہ دعا پڑھیں:

”اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ۔“

ذرا آگے چل کر جب بیت اللہ شریف پر نظر پڑے تو: ”اللّٰہُ اَکْبَرُ! لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ واللّٰہُ اَکْبَرُ!“ کہہ کر ہاتھ اٹھائیے اور دعا مانگئے:

”اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ فَحَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَکَ ھٰذَا تَشْرِیْفًا وَّتَعْظِیْمًا وَّتَکْرِیْمًا وَّمَھَابَةً وَّزِدْ مَنْ حَجَّہٗ اَوِ اعْتَمَرَہٗ تَشْرِیْفًا وَّتَکْرِیْمًا وَّتَعْظِیْمًا وَّبِرًّا۔“

بیت اللہ پر نگاہ پڑنے کے بعد تلبیہ موقوف ہوجاتا ہے۔

طواف کا طریقہ:

اس طواف کے بعد آپ چونکہ عمرہ کی سعی بھی کریں گے، لہٰذا ''اضطباع'' کرلیں، یعنی احرام کی چادر دائیں بازو کے نیچے سے نکال کر بائیں مونڈھے پر ڈال لیں، حجرِ اسود کے سامنے سے پورے صحن میں برآمدے تک ایک کتھئی رنگ کی چوڑی پٹی بنی ہوئی ہے، اس پٹی کے کنارے کے ساتھ اپنا دایاں پاؤں ملا کر آپ حجرِ اسود کی طرف منہ کرکے یوں کھڑے ہوجائیں کہ پورا حجرِ اسود آپ کی دائیں جانب رہے (چند سالوں سے یہ پٹی ختم کر دی گئی ہے، اب برآمدے میں سبز رنگ کی لائٹ لگادی گئی ہے)۔

طواف کی نیت:

اب آپ طواف کی نیت کریں اور یوں کہیں:

''اے اللہ! میں تیری رضا کے لئے تیرے مقدس گھر کے سات چکر طواف کی نیت کرتا ہوں، اس کو میرے لئے آسان فرما، قبول فرما۔''

ف:...... یہ نیت کرنا ضروری ہے، اس کے بغیر طواف نہ ہوگا۔

نیت کے بعد ذرا دائیں جانب ہٹ کر دونوں پاؤں رنگین پٹی کے اوپر رکھیں کہ سینہ اور منہ حجرِ اسود کے بالکل سیدھ میں ہوجائے، اب نماز کی طرح دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر ''بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ'' کہیں اور ہاتھ گرادیں، پھر استلام کریں، یعنی حجرِ اسود کو بوسہ دیں یا ہاتھ لگا کر چوم لیں، اگر ہجوم کی وجہ سے مشکل ہو تو وہیں کھڑے کھڑے دونوں ہتھیلیاں حجرِ اسود کی طرف کرکے یہ خیال کریں کہ حجرِ اسود پر رکھی ہوئی ہیں اور ''بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ'' کہہ کر چوم لیں اور پٹی پر کھڑے کھڑے ہی دائیں جانب کو یوں گھومیں کہ بیت اللہ شریف بائیں کندھے کے برابر ہوجائے اور طواف شروع کردیں، بیت اللہ کے گرد اس طرح چکر لگائیں کہ بایاں ہاتھ بیت اللہ کی طرف رہے اور کسی موقع پر سینہ اور پیٹھ بیت اللہ کی طرف نہ ہو۔ حطیم کے باہر سے پورا چکر کاٹ کر دوبارہ پٹی پر آئیں، تو پہلے کی طرح استلام کرکے دوسرا چکر شروع کریں، اس طرح سات چکر لگائیں گے تو طواف مکمل ہوگا، اور ساتواں چکر استلام کرکے ختم کریں۔ یوں سات چکروں میں استلام کا عمل آٹھ مرتبہ ہوجائے گا۔ مگر پہلی اور آخری مرتبہ یہ عمل سنتِ مؤکدہ ہے، اور درمیان کے چکروں میں اتنی زیادہ تاکید نہیں ہے۔

مسئلہ:۱:...... اضطباع (طواف میں دایاں کندھا ننگا رکھنا) کا عمل صرف مردوں کے لئے سنت ہے۔

مسئلہ:۲:...... طواف کا دوگانہ ادا کرتے وقت اس کندھے کو ڈھک لیا جائے گا۔

مسئلہ:۳:...... اس طواف کے پہلے تین چکروں میں صرف مردوں کے لئے رمل کرنا بھی سنت ہے، یعنی وہ قدموں کو قریب قریب رکھتے ہوئے پہلوانوں کی طرح کندھے ہلا کر قدرے تیزی کے ساتھ چلیں، باقی چار چکروں میں عام رفتار سے چلیں گے، پہلے تین چکروں میں اگر بھول گیا تو بعد والے چکروں میں اس کی قضا نہیں کرسکتا۔

مسئلہ:۴:...... حیض کی حالت میں طواف منع ہے۔

طواف میں دعا:

طواف کے دوران ذکر اللہ یا دعا میں مشغول رہنا افضل ہے، مگر اس کے لئے کوئی دعا یا ذکر مخصوص نہیں ہے، سوائے رکنِ یمانی اور حطیم کے درمیان کے کہ اس کے درمیان ''رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ'' اور کچھ نہ ہو تو ''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔'' ہی پڑھتے رہیے، مگر آواز بلند نہ ہو، کچھ بھی نہ پڑھنا اور چپ رہنا بھی جائز ہے، اور اپنی مادری زبان میں بھی دعا مانگ سکتے ہیں۔ دعا کے لئے عام اصول یہ ہے کہ جس دعا میں زیادہ جی لگے اور دل میں دھیان پیدا ہو، وہی سب سے بہتر ہے۔

یہاں پر قرآن و حدیث کی کچھ مختصر دعائیں لکھی جاتی ہیں، جنہیں یاد کرنا بھی آسان ہے، پھر بھی جس میں جی لگے وہی پڑھیں:

۱:......''لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔''

۲:......''رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔''

۳:......''رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابِ۔''

۴:......''رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرَّاحِمِیْنَ۔''

۵:......''یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ۔''

۶:......''اَللّٰھُمَّ غَشِّنِیْ بِرَحْمَتِکَ وَجَنِّبْنِیْ عَذَابَکَ۔''

۷:......''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ سَخَطِکَ وَالنَّارِ۔''

۸:......''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔''

۹:......"اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ الۡھُدٰی وَالتُّقٰی وَالۡعَفَافَ وَالۡغِنٰی۔"

۱۰:......"اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ الرَّاحَۃَ عِنۡدَ الۡمَوۡتِ وَالۡعَفۡوَ عِنۡدَ الۡحِسَابِ۔"

دوگانہ طواف:

طواف کے ختم پر دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہوتا ہے، افضل یہ ہے کہ یہ نماز مقامِ ابراہیم کے پیچھے ادا کی جائے، ہجوم کی وجہ سے قریب جگہ نہ مل سکے، تو اس کے دائیں بائیں یا دور فاصلے پر، بلکہ جہاں بھی جگہ ملے پڑھ لے، اور فارغ ہوکر خوب توجہ اور عاجزی کے ساتھ دعا کرے، یہ دوگانہ نماز طواف کے بعد فوراً ادا کرنی چاہئے۔

مسئلہ ۱:...... یہ دوگانہ بلاعذر دیر کرکے پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۲:...... کئی طواف کرنے کے بعد سب کے دوگانے جمع کرکے پڑھنا مکروہ ہے، البتہ اگر وقت مکروہ ہو تو کئی طواف لگاتار کرلے اور مکروہ وقت نکل جانے کے بعد ہر طواف کا الگ الگ دوگانہ ادا کرے۔

مسئلہ ۳:...... طواف میں طہارت ضروری ہے، اگر چار چکروں کے بعد وضو ٹوٹ گیا تو وضو کرکے باقی طواف پورا کرسکتا ہے، اور اگر اس سے پہلے ٹوٹا ہے تو شروع سے طواف کرنا افضل ہے۔

مسئلہ ۴:...... بلاوجہ طواف کے چکروں کے درمیان لمبا وقفہ اور فاصلہ کرنا مکروہ ہے۔

ملتزم:

مقامِ ابراہیم پر طواف کے دوگانہ اور دعا سے فارغ ہوکر ملتزم پر آیئے، حجرِ اسود اور کعبہ شریف کے دروازہ کے درمیان ڈھائی گز کے قریب دیوار کے حصہ کو ملتزم کہتے ہیں، یہ دعا کی قبولیت کا خاص مقام ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے یوں لپٹ جاتے تھے جیسے بچہ ماں کے سینہ سے لپٹتا ہے، آپ بھی لپٹ جایئے، کبھی دایاں اور کبھی بایاں رخسار دیوار پر رکھ کر خوب رو رو کر دعا کیجئے، اور اس تصور اور یقین کے ساتھ مانگئے کہ ربِ کریم کے آستانہ پر چوکھٹ سے لگا کھڑا ہوں، وہ میرا حال دیکھ رہا ہے، میری آہ و زاری سن رہا ہے، اس موقع پر جہنم سے نجات اور جنت میں بے حساب داخلہ کی دعا ضرور کیجئے، اور بھی جو دل میں آئے مانگئے اور جس زبان میں چاہے مانگئے، اپنے لئے، اپنے والدین کے لئے، اعزہ و احباب کے لئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری امت کے لئے مانگئے، دنیا و آخرت ہر ضرورت اور ہر نعمت مانگئے۔

زمزم:

ملتزم پر دعا کے بعد زمزم پر آیئے، قبلہ رو کھڑے ہوکر بسم اللہ پڑھ کر تین سانس میں خوب زمزم پیجئے، اور الحمدللہ کہہ کر یہ دعا مانگئے:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ عِلۡمًا نَّافِعًا وَّرِزۡقًا وَّاسِعًا وَّشِفَآءً مِّنۡ کُلِّ دَآءٍ۔"

صفا و مروہ کی سعی:

طواف کے بعد عمرہ کا دوسرا کام سعی ہے، جو صفا و مروہ کے درمیان ہوتی ہے، اب آپ ایک بار پھر اسی کتھئی رنگ کی پٹی پر آکر حجرِ اسود کا استلام کریں گے، چومنا ممکن نہ ہو تو حجرِ اسود کی طرف ہتھیلیاں کرکے ہی چوم لیں اور برآمدہ کے بیچوں بیچ چل کر صفا پہاڑی تک پہنچ جائیں اور ایسی جگہ پر قبلہ رخ کھڑے ہوں کہ بیت اللہ شریف نظر آسکے، اور یوں نیت کریں:

"اے اللہ! میں تیری رضا کے لئے صفا مروہ کے درمیان سعی کے سات چکروں کی نیت کرتا ہوں، میرے لئے آسان فرما، قبول فرما۔"

پھر دونوں ہاتھ اٹھاکر خوب عاجزی کے ساتھ دعا مانگیں کہ یہ بھی دعا قبول ہونے کا مقام ہے، دعا سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا خصوصاً کلمہ توحید: "لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ، لَہُ الۡمُلۡکُ وَلَہُ الۡحَمۡدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ۔" اور تیسرا کلمہ: "سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔" اس موقع پر تین بار ضرور پڑھ لیں۔ دعا کے بعد مروہ کی طرف چل دیں، خاموش رہیں تو بھی جائز ہے، مگر دل و زبان کو اللہ کے ذکر اور دعا میں مشغول رکھنا بہت ہی بہتر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ایک مختصر دعا ہے، آپ بھی سعی کے دوران اس کو وِردِ زبان بنائے رکھئے:

"رَبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ وَتَجَاوَزۡ عَمَّا تَعۡلَمُ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡاَعَزُّ الۡاَکۡرَمُ۔"

تھوڑی دور چل کر آپ کو دائیں بائیں دیوار کے ساتھ سبز ستون نظر آئیں گے، یہاں سے ذرا دوڑتے ہوئے چلئے، آگے چند قدم پر پھر ایسے ہی سبز ستون آئیں گے، وہاں پہنچ کر یہ دوڑنا ختم کردیں (یہ دوڑنا صرف مردوں کے لئے ہے)۔ مروہ پر پہنچ کر قبلہ رو ہوکر دعا مانگیں، یہ سعی کا ایک پھیرا ہوگیا ہے، اور صفا پر پہنچیں گے تو دوسرا پھیرا ختم ہوگا، اس طریقہ سے ساتواں چکر مروہ پر ختم ہوگا، ہر دفعہ کی طرح اب بھی ہاتھ اٹھاکر دعا مانگئے۔ لیجئے آپ کی سعی مکمل ہوگئی، مسجدِ حرام میں دو رکعت نفل نماز (شکرانہ) ادا کریں جو کہ مستحب ہے، اس کے بعد سر کے بال منڈوادیں یا کٹوادیں، بس عمرہ مکمل ہوگیا اور احرام ختم۔ (جاری ہے)

اطاعتِ رسول ﷺ ..... ایمان کے لیے لازم

مولانا محمد سالم قاسمی سریانوی

”فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا“ (سورۃ النساء:٦٥)

ترجمہ: ”نہیں (اے پیغمبر) تمہارے پروردگار کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے، جب تک یہ اپنے باہمی جھگڑوں میں تمہیں فیصل نہ بنائیں، پھر تم جو فیصلہ کرو، اس کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور اس کے آگے مکمل طور پر سر تسلیم خم کر دیں۔“ (آسان ترجمہ قرآن)

آیت کا شانِ نزول:

اس آیت کے شان نزول میں عموماً مفسرین نے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے واقعہ کو ذکر کیا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت زبیرؓ کا ایک انصاری سے باغ کی سینچائی میں اختلاف ہوگیا، دونوں اپنا اختلاف لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، آپ نے بات سن کر ارشاد فرمایا کہ اے زبیر پہلے تم اپنا باغ سیراب کرو، پھر پانی چھوڑ دو؛ تاکہ وہ پڑوسی کے باغ میں پہنچے، اس پر وہ انصاری ناراض ہوگئے اور انھوں نے کہا کہ یہ (زبیر) آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں؛ اس لیے آپ نے یہ فیصلہ فرمایا ہے۔

جب آپ ﷺ نے یہ بات سنی تو آپ کے چہرہ کا رنگ بدل گیا اور آپ نے حضرت زبیرؓ سے ارشاد فرمایا کہ زبیر پہلے تم اپنے باغ کو سینچو اور پانی کو روک لو؛ یہاں تک کہ پانی اس کی دیواروں تک پہنچ جائے، پھر وہ پانی اپنے پڑوسی کے لیے چھوڑ دو، اس طرح آپ ﷺ نے حضرت زبیر کے لیے پورا پورا حق دیا؛ جب کہ پہلے ایسی بات کا حکم دیا تھا جس میں دونوں کا فائدہ تھا، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ یہ آیت میرے ہی بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (لباب النقول ص:٨٢، مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت، یہ روایت بخاری مسلم سمیت ائمہ ستہ نے روایت کی ہے)

> ”تم میں کوئی بھی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہش اس چیز کے تابع نہ ہوجائے جس کو میں لے کر آیا ہوں۔“ (الحدیث)

اس شان نزول کے علاوہ بہت سے حضرات نے بشر نامی منافق کے واقعے کو ذکر کیا ہے، جس کا ایک یہودی سے اختلاف ہوگیا تھا، بعض حضرات کی رائے ہے کہ یہی شان نزول کا اصل واقعہ ہے، جب کہ بعضوں کا خیال ہے کہ پہلے واقعے سے متعلق آیت نازل ہوئی۔

معارف وفوائد:

اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے سید الانبیاء محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مرتبہ اور عظمت شان کے ذکر کے ساتھ مسلمانوں کے لیے یہ ضابطہ اور اصول دیا ہے کہ ان کا ایمان اس وقت معتبر ہوگا جب وہ اپنی پیش آمدہ تمام چیزوں میں آپ ﷺ کو حکم اور فیصل بنائیں، اور صرف رسماً یا زبردستی فیصل بنانا نہ ہو؛ بل کہ دل سے بھی اس کو قبول کرنا ہو؛ اس لیے کہ بسا اوقات آدمی زور زبردستی کسی کی بات مان لیتا ہے، جب کہ دل سے اس پر راضی نہیں رہتا ہے، شان نزول میں جس واقعہ کا ذکر ہے اس میں بھی یہی نکتہ اہم ہے کہ انصاری نے آپ ﷺ کی بات پر نکتہ چینی کی اور ناگواری کا اظہار کیا، جسے آپ ﷺ نے پسند نہیں کیا، آپ ﷺ نے پہلے ایک مصالحتی حکم دیا تھا، جس میں دونوں کا فائدہ تھا، لیکن انصاری نے اس کو قبول نہیں کیا؛ اس لیے آپ ناراض ہوئے اور بعد میں باقاعدہ فیصلہ سنایا۔

آیت بالا میں رسول اللہ ﷺ کو فیصل بنانے کا حکم ہے؛ حالاں کہ آپ تو پہلے سے فیصل ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ محض فیصل ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کے پاس اپنے مقدمات لے

جانا کوئی کمال نہیں ہے، یہ تو ہر حاکم اور قاضی کے یہاں ہوتا ہے کہ ماتحت افراد اس کے یہاں مقدمات لے جانے پر مجبور ہوتے ہیں اور بادلِ ناخواستہ فیصلہ کو قبول کرنا پڑتا ہے، یہاں باقاعدہ فیصل بنانے اور مقدمات کے مرافعہ کا حکم اس لیے دیا ہے کہ عام حاکموں کی طرح محض رسماً یا زور زبردستی کے ساتھ اپنے مقدمات آپ کی بارگاہ میں نہ لے جائیں، بل کہ دل وجان سے قبول کرتے ہوئے مقدمات لے جائیں؛ کیوں کہ آپ تو فیصل پہلے سے ہی ہیں، جب ضرورت کے موقع پر آپ کے یہاں لے جائیں تو آپ کا احترام اور تقدس زیادہ ہوگا اور یہ احساس بھی ہوگا کہ فیصلہ تو آپ ہی سے کرانا ہے، چاہے ہمارے حق میں ہو یا ہمارے خلاف ہو، ایسا نہیں کہ اگر فیصلہ موافق ہونے کی امید ہو تو مقدمہ لے جائیں گے ورنہ نہیں، اسی لیے آیت میں اللہ تعالیٰ نے صرف حَکم بنانے پر اکتفاء نہیں کیا؛ بل کہ مزید یہ ارشاد فرمایا کہ آپ کے فیصلے کو قبول کریں، دلوں میں تنگی محسوس نہ کریں اور اپنے آپ کو مکمل طریقہ سے ختم کردیں؛ تاکہ کسی بھی درجہ میں رسول کی مخالفت نہ پائی جائے۔

علامہ آلوسی بغدادیؒ آیت کی تفسیر میں اس بات کو ذیل کے انداز میں لکھتے ہیں:

"حتی یحکموک" أي یجعلوک حَکما أو حاکما، وقال شیخ الإسلام: یتحاکموا إلیک ویترافعوا، وإنما جيء بصیغة التحکیم مع أنه ﷺ حاکم بأمر اللہ إیذانا بأن اللائق بهم أن یجعلوه علیه الصلاة والسلام حکما فیما بینهم ویرضوا بحکمه، وإن قطع النظر عن کونه حاکما علی الإطلاق۔" (روح المعانی:۵/۷۱، دار إحیاء التراث العربی بیروت)

ابن کثیر نے بھی اسی طرح کی بات لکھی ہے کہ رسول کے فیصلے کو دل وجان سے قبول کرنا ضروری ہے، کسی بھی طرح کی ناگواری اور مخالفت نہیں ہونا چاہیے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آخر میں مکمل خودسپردگی کا حکم دیا ہے، ابن کثیر لکھتے ہیں:

"یُقسم تعالی بنفسه الکریمة المقدسة: أنه لا یؤمن أحد حتی یحکم الرسول ﷺ في جمیع الأمور، فما حکم فه فهو الحق الذي یجب الانقیاد له باطنا وظاهرا، ولهذا قال "ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا" أي إذا حکموک یطیعونک في بواطنهم فلا یجدون في أنفسهم حرجا مما حکمت به، وینقادون له في الظاهر والباطن فیسلمون لذلک تسلیما کلیا من غیر ممانعة ولا مدافعة ولا منازعة۔" (تفسیر ابن کثیر:۴/۱۴۰-۱۴۱، مؤسسۃ قرطبۃ جیزہ)

اس حوالے سے مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اس آیت میں مسلمانوں کو (رسول اللہ ﷺ کو) حکم بنانے کی تلقین اس لیے فرمائی گئی ہے کہ حکومت کے مقرر کردہ حاکم اور اس کے فیصلہ پر تو بہت سے لوگوں کو اطمینان نہیں ہوا کرتا، جیسے اپنے مقرر کردہ ثالث یا حکم پر ہوتا ہے؛ مگر آں حضرت ﷺ صرف حاکم نہیں؛ بل کہ رسول معصوم بھی ہیں، رحمۃ للعالمین بھی ہیں، امت کے شفیق ومہربان باپ بھی ہیں؛ اس لیے تعلیم یہ دی گئی کہ جب بھی کسی معاملہ میں یا کسی مسئلہ میں باہم اختلاف کی نوبت آئے تو فریقین کا فرض ہے کہ رسول کریم ﷺ کو حکم بنا کر اس کا فیصلہ کرائیں اور پھر آپ کے فیصلہ کو دل وجان سے تسلیم کرکے عمل کریں۔

(معارف القرآن:۲/۴۶۱)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر حال میں قبول کرنا اور آپ کے فیصلوں پر راضی رہنا ایک مومن کی نشانی ہے، کوئی بھی شخص ایمان دار اس وقت تک نہیں ہوسکتا؛ جب تک کہ آپ ﷺ کو دل وجان سے قبول نہ کرلے، بل کہ وہ اپنی تمام تر خواہشات کے مقابلے میں آپ کو ترجیح دے اور آپ کے حکم اور فیصلے کے مطابق عمل کرے، کسی بھی چیز میں آپ کی منشاء کے خلاف کام نہ ہو، یہی اصل ایمان اور رسالت نبوی کو تسلیم کرنا ہے، جس کو مذکورہ بالا آیت میں ارشاد فرمایا ہے، اور یہی بات ذیل کی روایت میں بھی ارشاد فرمائی گئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لا یؤمن أحدکم حتی یکون هواه تبعا لما جئت به" (رواہ ابن رجب فی جامع العلوم والحکم:۸۲۴، الحدیث الحادی والأربعون، دار ابن کثیر بیروت)

"تم میں کوئی بھی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہش اس چیز کے تابع نہ ہوجائے جس کو میں لے کرآیا ہوں۔"

ہاں طبعی طور سے اگر کچھ گرانی اور بوجھ ہو، جب کہ دل میں یا زبان وعمل سے انکار نہ ہو تو یہ ایمان کے خلاف نہیں ہے؛ اس لیے کہ انسان طبعی امور میں معذور سمجھا جاتا ہے؛ البتہ اگر کسی درجہ میں اختیاری طور پر گرانی اور ناپسندیدگی ہو تو یہ

ردِّ عمل قابل قبول نہیں ہوگا، بل کہ قابل مؤاخذہ ہوگا، اور اگر کسی درجہ میں انکار پایا جائے تو پھر ایمان نہیں بل کہ کفر ہوگا، امام جصاص رازیؒ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

’’وفي هذه الآية دلالة علی أن من رد شيئا من أوامر الله تعالی أو أوامر رسوله ﷺ فهو خارج من الإسلام، سواء رده من جهة الشک فيه أو من جهة ترک القبول والامتناع من التسليم۔‘‘ (أحکام القرآن للجصاص: ۳/۱۸۱، دار إحياء التراث العربي بيروت)

طاعت وتحکیم رسول کا حکم تا قیامت:

آیت بالا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم بنانے اور آپ کے فیصلے کو قبول کرنے کا جو حکم دیا گیا ہے وہ ہمیشہ کے لیے ہے، اسی طرح حکم بنانے سے مراد صرف شخصیت کو حکم بنانا نہیں ہے، بل کہ دین وشریعت کو حکم بنانا اور اس کے مطابق چلنا ہے، اور یہ امر قیامت تک کے لیے ہے، ایسا نہیں ہے کہ یہ حکم صرف آپ ﷺ کے زمانے کے ساتھ خاص ہے، جب تک آپ زندہ رہیں گے تو تحکیم کے لیے آپ کی خدمت میں جانا ضروری ہوگا، بعد میں یہ حکم ختم ہوجائے گا، حضرات مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ امر ہمیشہ کے لیے ہے؛ البتہ آپ کے وصال کے بعد چوں کہ براہ راست آپ کو فیصل نہیں بنایا جاسکتا؛ اس لیے بعد میں فیصلہ کے لیے قرآن وحدیث کی طرف رجوع کرنا ضروری ہوگا اور باہمی تمام مسائل میں ان کے مطابق عمل کرنا لازم ہوگا، اگر کوئی آپسی معاملات میں قرآن وحدیث کی طرف رجوع نہ کرے؛ بل کہ اپنی فکر اور سوچ کے مطابق عمل کرے تو اس کا ایمان ناقص ہوگا اور اگر کسی طرح کا شک یا رد کا معاملہ ہو تو ایمان کے دائرے سے باہر بھی ہوسکتا ہے۔

قاضی شوکانیؒ نے اس بات کو بڑی وضاحت کے ساتھ اپنی تفسیر میں لکھا ہے؛ اس لیے رسول کی اطاعت کا حکم ہمیشہ کے لیے ہے تو تحکیم کا حکم بھی ہمیشہ کے لیے ہوگا؛ البتہ وفات کے بعد تحکیم کے لیے قرآن اور آپ کی احادیث کی طرف رجوع کرنا ہوگا اور قرآن وحدیث میں جو کچھ کہا گیا ہے اس پر عمل کرنا ضروری ہوگا؛ چناں چہ وہ لکھتے ہیں:

’’والظاهر أن هذا شامل لكل فرد من كل حكم، كما يؤيد ذلك قوله (تعالی): وما ارسلنا من رسول إلا ليطاع باذن الله، فلا يختص بالمقصودين بقوله: يريدون أن يتحاكموا إلی الطاغوت، وهذا في حياته ﷺ، وأما بعد موته: فتحكيم الكتاب والسنة۔‘‘

(فتح القدیر للشوکانی: ۳۰۰، دار المعرفۃ بیروت)

یہیں سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ مسلمانوں کے لیے لازم اور ضروری ہے کہ وہ اپنے تمام مسائل واختلافات میں قرآن وحدیث کی طرف رجوع کریں، ایسے محاکم یا عدالتوں کی طرف رجوع کرنا جہاں قرآن وحدیث کے خلاف فیصلے کیے جاتے ہوں ہرگز درست نہیں ہوگا، آج بہت سے معاملات میں لوگ دنیاوی عدالتوں کے چکر لگاتے ہیں، آپسی اختلاف کے مواقع پر تھانہ پولیس کرتے ہیں اور قرآن و حدیث کے خلاف فیصلے کرتے کراتے ہیں یہ سب امور غلط اور ناجائز ہیں، ایک مسلمان بحیثیت مسلمان اس بات کا پابند ہے کہ وہ تمام تر مسائل میں قرآن وحدیث کی طرف رجوع کرے، یہی اس کے ایمان کا تقاضا ہے اور یہی حکم خداوندی ہے اور یہی رسول کی طاعت وفرمانبرداری ہے۔

اسی طرح آیت کے لفظ ’’فيما شجر بينهم‘‘ یہ بات بھی سے مستفاد ہوتی ہے کہ آپسی تمام طرح کے اختلافات ومسائل میں آپ کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے، چاہے وہ دینی معاملات ہوں، دنیاوی ہوں یا کچھ اور ہوں، سب کو آپ کی تحکیم پر رکھا جائے اور آپ کی رحلت کے بعد قرآن وحدیث کی کسوٹی پر پرکھا جائے، اگر قرآن وحدیث کے مطابق ہے تو لیا جائے اور اس پر عمل کیا جائے ورنہ اس کو چھوڑ دیا جائے، آج کل اس طرح کی صورت حال بھی پائی جاتی ہے کہ بعض مسائل میں تو قرآن وحدیث کی طرف رجوع کرتے ہیں؛ جب کہ بہت سے مسائل میں رجوع کرنا ضروری نہیں سمجھتے، یہ غلط ہے اور مسلمانوں کے لیے سخت نقصان دہ ہے، بالخصوص ہندوستانی ماحول میں تو بہت بڑا جرم ہوگا، اس وقت حکومت نے مسلم مسائل میں جو دلچسپی لی ہے اور ان میں اپنے من مانے فیصلے کررہی ہے وہ ہمارے ہی کرتوتوں اور نادانیوں کا نتیجہ ہے، اگر ہم اپنے مسائل قرآن وحدیث سے حل کرنے کی کوشش کریں تو کیا مجال ہے کہ حکومت اس میں دخل اندازی کرے؛ لیکن ہم خود موقع دیتے ہیں اور بعد میں رونا روتے ہیں کہ حکومت مداخلت کررہی ہے اور مسلم پرسنل لاء کے خلاف فیصلے کررہی ہے، اس لیے ہمیں اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ اپنے تمام تر مسائل کے حل کے لیے قرآن وحدیث کی طرف ہی رجوع کریں، دنیاوی عدالتوں کا چکر لگانا بند

کریں، اس میں ہمارا بھی فائدہ ہے اور دوسروں کا بھی۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق دے۔ آمین

ایک شبہ کی وضاحت:

شان نزول کے ضمن میں جیسا کہ لکھا گیا کہ بعض حضرات نے حضرت زبیرؓ کے واقعہ کو بیان کیا ہے، جب کہ بعض نے منافق والے واقعے کو بیان کیا ہے، حضرت زبیرؓ کے واقعے میں یہ بات باعث اشکال بنتی ہے کہ ان کا اختلاف ایک انصاری صحابی سے تھا، اب انصاری سے تھا تو وہ غیر مومن کیسے ہوئے؟ اس اشکال کی وضاحت کے لیے بہت سے حضرات کا خیال یہ ہے کہ یہ آیت حضرت زبیرؓ کے سلسلے میں نازل نہیں ہوئی ہے، بل کہ یہ آیت منافق والے واقعے میں نازل ہوئی ہے اور منافق کو غیر مومن کہا گیا ہے، اس لیے کوئی اشکال نہیں ہوگا، امام رازیؒ نے اسی کو ترجیح دی ہے اور اسی کو پسندیدہ قرار دیا ہے، چناں چہ لکھتے ہیں:

"في سبب نزول الآية قولان، أحدهما: وهو قول عطاء ومجاهد والشعبي: أن هذه الآية نازلة في قصة اليهودي والمنافق، فهذه الآية متصلة بما قبلها، وهذا القول هو المختار عندي۔" (التفسیر الکبیر:۱۰/۱۶۸، دارالفکر بیروت)

یہ رائے ہمارے اکابر میں سے حکیم الامت حضرت تھانویؒ کی بھی ہے، حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں:

"قلت: والرواية الثانية أوفق بالمقام، والأولى ليست نصا في كونها سبب النزول ففيها "فما أحسب هذه الأيات" من غير جزم۔" (بیان القرآن:۱/ ۳۷۵، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

اور اگر یہ کہا جائے کہ مذکورہ آیت کا نزول حضرت زبیرؓ کے واقعے میں ہوا ہے تو اشکال برقرار رہتا ہے، بل کہ کتب حدیث کی روایات سے ان انصاری کا بدری ہونا بھی معلوم ہوتا ہے، بہت سے حضرات نے انصاری کا نام "حاطب بن ابی بلتعہ" ذکر کیا ہے، بعضوں نے کچھ فرق کے ساتھ نام ذکر کیا، اور یہ واقعہ کتب احادیث میں بالعموم نام کی تصریح کے بغیر روایت کیا گیا ہے، ایسی صورت میں انصاری کو غیر مومن کہنا سمجھ میں نہیں آتا، بعض مفسرین نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یہ واقعہ حضرت زبیرؓ کا ہے اور ساتھ ہی کسی انصاری کا ہے؛ لیکن وہ انصاری مخلص مسلمانوں میں سے نہیں تھا؛ بل کہ اوس یا خزرج کے کسی قبیلے سے تعلق رکھتا تھا؛ اسی لیے اس کو انصاری کہہ دیا گیا، رہی بات حاطب بن ابی بلتعہ کی تو وہ مہاجرین میں سے ہیں، نہ کہ انصار میں سے؛ اس لیے اب اشکال نہیں رہا، یہ جواب قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے اختیار کیا ہے؛ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"ولعل ذلک رجل منافق من الأوس أو الخزرج سمي أنصاريا لكونه منهم نسبا۔" (تفسیر المظہری: ۲/ ۳۷۳، دار إحياء التراث العربي بيروت)

بعض مفسرین نے یہ جواب دیا ہے کہ وہ شخص انصار میں سے ہی ہے، ساتھ ہی وہ منافقین میں سے بھی نہیں ہے؛ لیکن اس سے اس معاملے میں غلطی ہوگئی، اور آپ ﷺ نے ان سے اعراض اور درگزر فرمایا؛ کیوں کہ آپ کو اس بات کا علم ہوگیا تھا کہ وہ شخص مخلص مسلمانوں میں سے ہے، نہ کہ منافقین میں سے۔ امام قرطبیؒ شان نزول کے اختلاف کو لکھ کر تحریر فرماتے ہیں:

"لكن الأنصاري زَلّ زَلّةً فأعرض عنه النبي ﷺ وأقال عَثْرَتَه لعلمه بصحة يقينه وأنها كانت فلتة۔" (تفسیر القرطبی:۶/ ۲۴۱، مؤسسۃ الرسالۃ)

ہمارے کرنے کا کام:

مذکورہ آیت سے متعلق بہت ساری باتیں ذکر کی جاچکی ہیں، جن کی روشنی میں یہ امر واضح ہوجاتا ہے کہ ہمارے لیے لازم اور ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین اور شریعت کو اختیار کریں، قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنے مسائل کو حل کرانے کی کوشش کریں اور اسی کے مطابق عمل کریں، یہی ہمارے ایمان کا تقاضا ہے اور یہی ہمارے لیے بنیادی چیز ہے، باہمی اختلاف ونزاع کے مواقع پر دنیاوی عدالتوں کا رخ کرنے کے بجائے قرآن وحدیث کی طرف رجوع کریں، اسی کے مطابق فیصلے کرائیں، اپنی نجی زندگیوں میں دین وشریعت کو ملحوظ رکھیں اور اس کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کریں، اگر کوئی اس کے خلاف کرے تو اسے سمجھانے کی کوشش کریں، تھانہ پولیس سے اپنے کو بچائیں، اسی میں ہماری کامیابی ہے اور یہی رسول کی اطاعت اور رسول کو حکم اور فیصل بنانا ہے، یہی آپ کے فیصلوں کو دل وجان سے قبول کرنا ہے اور یہی اپنے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خم کرنا ہے۔ (بشکریہ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند، شمارہ: 10، جلد: 106، ربیع الاول 1444ھ مطابق اکتوبر 2022ء)

☆☆ .... ☆☆

احادیثِ نبوی میں

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اسلوب وطرزِ استدلال

بیان:..... حضرت مولانا زاہدالراشدی مدظلہ

بعد الحمد والصلوٰۃ۔ مولانا محمد یعقوب طارق کا شکر گزار ہوں کہ یاد فرمایا، حضرات علماء کرام کی زیارت ہوئی، آپ سے ملاقات ہوئی، اور ایک اچھی مجلس میں جہاں جامعہ فریدیہ کے فضلاء نے بخاری شریف کا آخری سبق پڑھا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری حاضری قبول فرمائیں۔ چند باتیں عرض کروں گا مگر ابتدا ایک لطیفے سے کروں گا۔

ہمارے نقیب حضرات کو بہت شوق ہوتا ہے کہ انہوں نے خطیب کو دعوت دینے کے لیے پانچ سات لقب بولنے ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ لاہور میں جلسہ تھا، اسٹیج سیکرٹری نے مجھے دعوت دینے کے لیے آٹھ دس لقب بول دیے، ان میں ایک لفظ تھا "بین الاقوامی شخصیت" میں نے گفتگو کے آغاز میں کہا کہ انہوں نے یہ بالکل ٹھیک کہا ہے، میں ان کا شکر گزار ہوں۔ میں واقعی بین الاقوامی شخصیت ہوں کہ میرا دادا پٹھان، دادی گجر، والدہ راجپوت اور سسرال آرائیں ہیں، میرے بین الاقوامی ہونے میں کیا شک ہے۔ میرے پاس چار سمیں ہیں، جہاں جس کی ضرورت ہوتی ہو وہ استعمال کر لیتا ہوں۔

مجھ سے قبل مولانا معاویہ اعظم طارق نے جو گفتگو فرمائی ہے میں اس کی تائید میں صحیح بخاری کا ایک قول نقل کروں گا۔ امام بخاریؒ نے کتاب العلم میں امام ربیعۃ الرائےؒ کا یہ قول نقل کیا ہے "لا ینبغی لاحد عندہ شیء من العلم ان یضیع نفسہ" کہ جس آدمی کے پاس کچھ تھوڑا بہت بھی علم ہے اس کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو ضائع کرے۔ اس لیے کسی عالم دین کو جسے احساس ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر مہربانی فرما رکھی ہے اور علم کا کوئی حصہ دے رکھا ہے تو اسے خود کو ضائع ہونے سے بچانا چاہیے۔ اپنے آپ کو ضائع کرنے کی صورتیں مولانا نے آپ سے بیان کر دی ہیں، میں نہیں دہراؤں گا۔ صرف اتنی بات عرض کروں گا کہ آپ دین اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندے کے طور پر معاشرے میں جا رہے ہیں تو اپنے آپ کو ضائع ہونے سے بچائیں، اپنا وقار، استغنا قائم رکھتے ہوئے اور اپنی پوزیشن برقرار رکھتے ہوئے دین، ملک اور قوم کی خدمت کریں۔ یہ میں نے پہلی بات مولانا صاحب کی بات کی تائید میں عرض کی ہے۔

اس کے بعد آج کے حالات کے تناظر میں امام بخاریؒ کی یہ بات ذکر کروں گا کہ بخاری شریف میں ان کا طرز استدلال اور دائرہ استدلال کیا ہے؟ کیوں کہ آج استدلال کے دائرے، معیارات اور لہجے تبدیل ہوتے جا رہے ہیں۔ اب سے کچھ عرصہ پہلے یہ کہا جاتا تھا کہ قرآن پاک کی بات تو ٹھیک ہے، قرآن پاک کے بعد کوئی اور بات ہم نہیں مانیں گے۔ ہمارا قرآن پاک پر ایمان ہے، حدیث پر ایمان لانا ضروری نہیں ہے، حدیث حجت نہیں ہے۔ سو، ڈیڑھ سو سال سے یہ بات چل رہی تھی، اب اس نے ایک نئی شکل اختیار کر لی ہے۔ اب کوئی شخص آپ کی بات پر یہ نہیں کہے گا کہ میں حدیث کو نہیں مانتا، بلکہ اب یہ صورتحال ہے کہ آپ کوئی مسئلہ بیان کریں گے تو جواب آئے گا کہ قرآن خاموش ہے۔ اس کا مطلب بھی وہی ہے کہ جو بات قرآن میں نہیں ہے میں اسے نہیں مانتا۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ ہم قرآن مجید، حدیث رسولؐ، آثار صحابہؓ اور آثارِ تابعینؒ، امت کے اجماعی تعامل، اور استدلال کے دائروں کو ذہن میں تازہ کر لیں۔

یہ بات نئی نہیں ہے بہت پرانی ہے۔ مسند دارمی کی روایت ہے کہ صحابی رسول حضرت عمران بن حصینؓ اپنی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی آیا، اس نے سلام عرض کیا اور کہا کہ میں نے ایک مسئلہ پوچھنا ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ آپ نے مسئلہ قرآن سے بتانا ہے۔ حضرت عمران بن حصینؓ ذرا جلالی بزرگ تھے۔ آپؓ نے اس سے کہا کہ پہلے یہ بتاؤ کہ آج تم نے فجر کی نماز میں کتنی رکعتیں پڑھی تھیں؟ اس نے کہا دو رکعتیں۔ تو آپؓ نے فرمایا کہ فجر کی دو رکعتیں پڑھنے کا ذکر قرآن مجید میں ہے؟ اس نے کہا نہیں! تو آپؓ نے فرمایا کہ پھر دو رکعتیں کیوں پڑھی تھیں؟ پھر

اس سے پوچھا کہ دو رکعتوں میں کتنے سجدے کیے تھے؟ اس نے کہا چار! آپ نے پوچھا کہ ان چار سجدوں کا ذکر قرآن مجید میں ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ تو آپؒ نے فرمایا کہ پھر چار سجدے کیوں کیے تھے؟ اس پر اس آنے والے نے سمجھ لیا کہ ٹھیک ہے بات سمجھ میں آ گئی ہے کہ ہر مسئلہ قرآن میں ہونا ضروری نہیں ہے۔ لیکن اُس زمانے اور آج کے زمانے کا فرق یہ ہے کہ اُس زمانے میں بات سمجھ میں آتی تھی تو انڈرسٹینڈ کر جاتے تھے، آج بات سمجھ میں نہیں آتی تو سٹینڈ ہو جاتے ہیں کہ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔

یہ جلالی اور الزامی جواب تھا، ایک جمالی جواب بھی عرض کرتا ہوں۔ بخاری شریف کی روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کوفہ کی مسجد میں ہفتہ وار درس دیا کرتے تھے۔ ایک بار اپنے درس کے دوران یہ بات فرمائی کہ ”لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ“ کہ اللہ تعالیٰ نے گودنے والیوں، گدوانے والیوں، بال اکھاڑنے والیوں اور خوبصورتی کے لیے دانتوں کے درمیان کشادگی کرنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے کہ یہ اللہ کی پیدا کی ہوئی صورت میں تبدیلی کرتی ہیں۔ یہ اس زمانے کا فیشن تھا کہ عورتیں دانت رگڑ کر چھوٹے کیا کرتی تھیں، بال اکھاڑا کرتی تھیں اور ہاتھوں پر نام گدوایا کرتی تھیں۔ جب حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے، تو اس پر ایک خاتون ام یعقوبؓ نے ان سے برسرِ عام سوال کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت کا ذکر کر رہے ہیں تو کیا یہ بات قرآن کریم میں موجود ہے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی لعنت کا ذکر قرآن میں ہی ہو سکتا ہے۔

میں عرض کیا کرتا ہوں کہ کوئی ہمارے جیسا مولوی ہوتا تو کہتا کہ قرآن میں نہیں ہے تو پھر وہ خاتون جو کر سکتی تھی کرتی، لیکن جواب دینے والے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تگڑے مولوی تھے، انہوں نے فرمایا کہ ہاں، یہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ اس خاتون نے کہا کہ میں نے بھی قرآن کریم پڑھا ہے اس میں یہ بات کہیں بھی نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: ”ما قرأتیہ، لو قرأتیہ لو جدتیہ“ کہ تم نے قرآن کریم پڑھا ہی نہیں ہے اگر پڑھا ہوتا تو اس میں یہ مل جاتا۔ وہ عورت بولی کہ خدا کی قسم میں نے حرف بہ حرف قرآن کریم کی تلاوت کی ہے اس میں یہ مسئلہ مذکور نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور ام یعقوبؓ کا مکالمہ ہو رہا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ قرآن میں ہے، جبکہ وہ کہتی ہے کہ قرآن میں نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ تم نے قرآن مجید کی سورۃ الحشر میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پڑھا ہے ”ما اتکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا“ کہ یہ میرا رسول اور نمائندہ ہے، یہ تمہیں جو چیز دے وہ لے لو، جو کہے اسے مان لو اور جس سے روکے اس سے رک جاؤ! ام یعقوب نے کہا یہ تو میں نے پڑھا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: ”سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ“ (کتاب اللباس، باب المستوشمۃ) یہ الفاظ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو وہ کہیں اسے مان لو۔ اس لیے یہ قرآن مجید کے لفظوں میں حصہ ہو یا نہ ہو، قرآن مجید کا مصداق ضرور ہے۔

اسی طرح کا ایک واقعہ تفسیر قرطبی میں سورۃ الحشر کی اسی آیت کریمہ کے تحت درج ہے کہ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے کہ ایک شخص کو حالتِ احرام میں کوئی سلا ہوا کپڑا پہنے دیکھا تو اس سے کہا کہ حالتِ احرام میں مرد کو سلا ہوا کپڑا پہننے کی اجازت نہیں ہے۔ اس شخص نے سوال کیا کہ کیا یہ مسئلہ قرآن میں ہے؟ آپؓ نے فرمایا ہاں قرآن میں ہے۔ اسے بھی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے یہی جواب دیا کہ قرآن کریم کہتا ہے کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں جس کام سے روکیں اس سے رک جاؤ“ اور میں نے خود اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مرد کے لیے حالتِ احرام میں سلا ہوا کپڑا پہننا جائز نہیں ہے، اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد قرآن کریم کی طرف سے ہی ہے۔

حتیٰ کہ حضرت امام شافعیؒ جو اہل سنت کے چار بڑے ائمہ میں سے ہیں، اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ گئے۔ تفسیر قرطبی میں اسی آیت کے تحت حضرت امام شافعیؒ کا یہ واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ کسی روز اپنی محفل میں موج میں آ کر فرما دیا کہ آج جو مسئلہ پوچھو گے قرآن کریم کی روشنی میں بیان کروں گا۔ ایک شاگرد نے سوال کر دیا کہ استاذ محترم! حالتِ احرام میں بھڑ مارنا جائز ہے یا نہیں؟ حالتِ احرام میں کسی جانور کو مارنا درست

نہیں، البتہ موذی جانور کو مارنے کی اجازت ہے۔ امام شافعیؒ نے جواب دیا کہ ہاں، حالتِ احرام میں بھڑ مارنا جائز ہے۔ اس نے سوال کیا کہ یہ قرآن کریم میں کہاں ہے؟ حضرت امام شافعیؒ نے سورہ الحشر کی مذکورہ آیت پڑھی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میرا رسول جس کام کے کرنے کا حکم دے وہ کرو اور جس سے روکے اس سے رک جاؤ، جبکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین'' کہ میرے بعد میرے خلفائے راشدینؓ کی اتباع بھی تم پر لازم ہے۔ اور حالتِ احرام میں بھڑ کو مارنے کا یہ سوال خلیفۂ راشد حضرت عمر بن الخطابؓ سے کیا گیا تھا اور انہوں نے فرمایا تھا کہ جائز ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کا یہ فرمان: ''ما اتکم الرسول فخذوہ'' کے تحت داخل ہے اور سنتِ نبوی کا حصہ ہے اور ارشادِ نبوی قرآنی تعلیمات کا حصہ ہے۔ اس لیے یہ مسئلہ بھی قرآن کریم کے احکام میں موجود ہے۔

تیسری بات یہ عرض کروں گا کہ آپ نے بخاری شریف ''انما الاعمال بالنیات'' سے لے کر ''ونضع الموازین القسط'' تک پڑھی ہے۔ اس میں امام بخاریؒ کا طریقہ یہ ہے کہ حدیث بیان کر کے مسئلہ مستنبط نہیں کرتے، بلکہ مسئلہ بیان کر کے دلیل میں حدیث لاتے ہیں۔ یہ طرزِ استدلال فقہاء کا ہے۔ محدثین کا طریقہ کار یہ ہے کہ حدیث بیان کر کے مسئلہ نکالتے ہیں، اور فقہاء کا طریقہ یہ ہے کہ مسئلہ بیان کر کے دلیل میں حدیث لاتے ہیں۔ اور امام بخاریؒ نے صحیح البخاری میں فقہاء کا طرز اپنایا ہے کہ ترجمۃ الباب میں اپنا موقف قائم کرتے ہیں اور اس پر حدیث سے دلیل لاتے ہیں۔ ''فقہ البخاری فی تراجمہ'' امام بخاری کا ترجمۃ الباب عنوان نہیں بلکہ ان کا فقہی موقف ہوتا ہے کہ اس مسئلے پر میرا یہ موقف ہے۔ اس پر پہلی دلیل قرآن مجید سے لاتے ہیں، دوسری دلیل حدیث مبارکہ سے اور تیسری دلیل آثارِ صحابہؓ اور آثارِ تابعینؒ سے لاتے ہیں۔ پہلی دلیل قرآن مجید ہے، اگر قرآن مجید کی کوئی آیت دلیل نہیں ہے تو دلیل حدیثِ نبوی ہے اور ان دونوں کی وضاحت کے لیے آثارِ صحابہؓ اور آثارِ تابعینؒ لاتے ہیں۔ پہلی روایت سے لے کر آخری روایت تک امام بخاریؒ کی یہی ترتیب ہے۔ یہ اہل السنت والجماعت کا دائرہ استدلال ہے کہ قرآن مجید پہلی دلیل، حدیث مبارکہ دوسری دلیل اور آثارِ صحابہ اور آثارِ تابعین تیسری دلیل ہے۔ یہ تینوں ہماری دلیلیں ہیں۔ یہ ہمارا دائرہ استدلال ہے۔

آج کے دور میں اسے ذہن میں تازہ رکھنا ضروری ہے کیونکہ آج آپ کو اسی قسم کے مسائل پیش آئیں گے کہ دلیل کہاں سے لائے۔ دلیل قرآن مجید سے، حدیث مبارکہ سے یا آثارِ صحابہ و تابعین سے لائیں گے۔

آپ نے بخاری شریف میں سب سے پہلے کتاب الایمان پڑھی ہے اور سب سے آخری کتاب ''کتاب التوحید والرد علی الجھمیۃ وغیرھم'' پڑھی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمانیات بھی ضروری ہیں اور غلط ایمانیات سے براءت بھی ضروری ہے۔ پہلا باب پازیٹو اور آخری باب نیگیٹو ہے۔ امام بخاریؒ نے کتاب الایمان میں ایمانیات بیان کیں اور کتاب التوحید والرد علی الجھمیۃ میں غلط عقائد اور عقائد کی غلط تعبیرات کا رد کیا ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ صرف مثبت ایمان کافی نہیں ہے، بلکہ جس طرح صحیح کو صحیح کہنا ایمان کا حصہ ہے، اسی طرح غلط کو غلط کہنا بھی ایمان کا حصہ ہے۔ یہ بات آج کے دور کے حوالے سے اس لیے ضروری ہے کہ آج کے عالمی فلسفے کا ہم سے یہ مطالبہ ہے کہ پازیٹو بات کیا کرو، نیگیٹو نہ کیا کرو۔ اپنی بات کرو، دوسروں کی نفی کیوں کرتے ہو؟ یہ صرف اخباری بات نہیں ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ امریکی صدر بل کلنٹن اپنی صدارت کے دور میں جدہ تشریف لائے تھے اور علماء سے خطاب کیا تھا۔ انہوں نے دوٹوک کہا تھا کہ جب تک آپ عقیدے کی تلقین اور دوسروں کی نفی نہیں چھوڑتے ہماری آپ کے ساتھ پوری دنیا میں مفاہمت نہیں ہو سکتی۔ آپ اپنے آپ کو صحیح کہیں، مگر دوسروں کو غلط نہ کہیں۔ میں نے اس پر اس زمانے میں لکھا تھا کہ یہی مطالبہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ہوا تھا۔ مکہ کے ستر سرداروں کا وفد جناب ابو طالب کے پاس آیا تھا کہ بھتیجے سے بات کراؤ۔ مذاکرات ہوئے تھے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوجہل کی براہ راست ملاقات ہوئی تھی۔ کفارِ مکہ نے دو پیش کشیں کی تھیں۔

انہوں نے کہا کہ ہم آپ پر پابندیاں ختم کرتے ہیں، آپ حرم میں آ کر نماز پڑھیں، قرآن مجید کی تلاوت کریں، آپ اللہ کی جتنی تعریف کریں، صفات بیان کریں، ہم آپ کے ساتھ ہیں، لیکن صرف یہ مہربانی کریں کہ ہمارے بتوں کو کچھ نہ کہیں، ہمارے خداؤں کی نفی نہ کریں۔

دوسری پیشکش یہ کی کہ ہم آپ کے ساتھ

حرم میں نماز میں شریک ہوں گے، عبادت میں شریک ہوں گے، لیکن کبھی کبھی آپ بھی ہمارے بتوں کی پوجا میں شریک ہو جایا کریں۔ اس پیشکش کے جواب میں سورۃ الکافرون نازل ہوئی: ’’قل یا ایھا الکافرون لا اعبد ما تعبدون ولا انتم عابدون ما اعبد ولا انا عابد ما عبدتم‘‘ یہ پوری سورت اس کی تردید میں آئی ہے۔

میں نے کالم میں لکھا کہ یہ سوال پرانا ہے۔ یہ سوال ابوجہل نے بھی کیا تھا جو آج کیا جا رہا ہے۔ یہ بات میں نے اس لیے عرض کی ہے کہ ابھی مولانا معاویہ اعظم ذکر فرما رہے تھے کہ آج کی نئی نسل کے ذہنوں میں الحاد، زندقہ پرورش پا رہا ہے تو اس کا رد بھی ایمان کا تقاضا ہے۔

اس پر ایک بات ذہن میں آگئی ہے عرض کر دیتا ہوں کہ نئی نسل گمراہ ہو رہی ہے تو دیکھنا چاہیے کہ اسے کون گمراہ کر رہا ہے۔ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ اگر آپ برتن خالی رکھیں اور اسے چوک میں رکھ دیں تو کیا آپ کسی کو روک سکیں گے کہ وہ جو مرضی ہو اس میں ڈال دے؟ اگر آپ نے برتن خود پُر کیا ہو گا تو کوئی اس میں کچھ نہیں ڈال سکے گا، لیکن آپ نے اس میں کچھ نہیں ڈالا تو کسی کو کیسے روک سکیں گے؟ نئی نسل کے ذہن میں ہم نے کچھ نہیں ڈالا۔ میں سوسائٹی کی صورتحال عرض کر رہا ہوں کہ اس کے پیدا ہوتے وقت جو کلمہ اس کے کان میں پڑا تھا ہم نے اسے وہ نہیں یاد کرایا تو اگر آج کا بچہ گمراہ ہوا ہے تو بے خبری کی وجہ سے گمراہ ہوا ہے۔ ایک طرف سے بالکل خالی الذہن کہ ضروریات دین کی تعلیم بھی نہیں دی گئی اور دوسری طرف موبائل کی شکل میں گمراہی کا جنگل اسے تھما دیا گیا تو اسے گمراہ ہونے سے کونسی طاقت بچا سکتی ہے؟ لیکن اس گمراہی میں اس بیچارے کا قصور کیا ہے؟ میں اس حوالہ سے نئی نسل کا وکیل ہوں کہ اس کا قصور نہیں ہے، یہ ہمارا قصور ہے، نئی نسل گمراہ ہو رہی ہے تو ہماری حرکتوں کی وجہ سے گمراہ ہو رہی ہے۔ اس لیے میں عرض کروں گا کہ نئی نسل کو سنبھالیے، اسے ڈانٹنے اور دھتکارنے سے پرہیز کرتے ہوئے محبت اور پیار کے ساتھ اس کے برتن کو صاف کر کے اس میں صحیح چیز ڈالیے تو ٹھیک ہو جائے گا۔

میں نے عرض کیا ہے کہ امام بخاریؒ نے ہمیں دائرہ استدلال بھی بتایا ہے، اور بتایا ہے کہ ایمانیات کے تقاضے کیا ہیں؟ آج کا دور پھر ایمانیات کی تلقین اور ایمانیات کو پکا کرنے کا دور ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو امام بخاریؒ کے اسلوب اور اہلِ سنت کے دائرہ استدلال کے مطابق اپنے فرائض صحیح طور پر سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین یارب العالمین۔

☆☆ .... ☆☆

حفظِ قرآن کی سعادت حاصل ہونا بہت بڑی خوش نصیبی ہے

گکھڑ منڈی (محمد گلشاد سلیمی) حفظِ قرآن کی سعادت حاصل ہونا بہت بڑی خوش نصیبی ہے۔ حافظِ قرآن ہونا ایسا اعزاز ہے جو دنیا و آخرت میں ہمیشہ رہنے والا ہے۔ قرآن کتابِ ہدایت بھی ہے، کتابِ شفا بھی اور کتابِ انقلاب بھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان سب پر خوشی منانے کا کہا ہے۔ والدین کی سب سے بڑی خوشی یہی ہے کہ بچہ حافظِ قرآن ہو جائے۔ ان خیالات کا اظہار سیکرٹری جنرل پاکستان شریعت کونسل علامہ زاہد الراشدی مدظلہ نے اپنے خطاب میں کیا۔ جامع مسجد شاہ جمال گکھڑ مدرسہ بستان الاسلام سے حفظِ قرآن کی سعادت حاصل کرنے والے نو خوش نصیب حفاظ کرام کے اعزاز میں ۲۰ واں سالانہ جلسہ دستار فضیلت (۲۸ مارچ ۲۰۲۴ء کو) زیر صدارت مہتمم مدرسہ قاری محمود اختر عابد، علامہ خالد محمود سرفرازی کی میزبانی میں منعقد ہوا جس میں مہمان خصوصی علامہ زاہد الراشدی تھے۔ دستارِ فضیلت حاصل کرنے والوں میں معروف سیاسی، سماجی و کاروباری شخصیت حاجی ناصر محمود بٹ کے پوتے حافظ عبداللہ فیصل سمیت نو طلباء شامل ہیں۔ تقریب میں شرکت کرنے والی شخصیات میں سابق چیئرمین وسیم یعقوب بٹ، حاجی ناصر محمود بٹ، زوہیب ناصر، فیصل ناصر، وقاص ناصر، ڈاکٹر احمد رضا، حافظ خالد محمود، عبد الرزاق خان، واجد محمد، گلشاد سلیمی، تجمل حسین، فرید چشتی، جبران لطیف قریشی، مولانا اظہر عثمان، محمد رمضان خان، قاری ایاز اختر، قاری اویس احمد نقشبندی، عبدالقادر عثمان، حافظ شاہد میر اور بچوں کے عزیز و اقارب کے ساتھ طلباء اور عوام نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اس موقع پر بچوں کو اسناد، شیلڈز، کتب اور نقد انعام سے نوازا گیا۔ مہتمم مدرسہ نے شکریہ کے ساتھ رقت آمیز دعائے خیر کروائی، تقریب کے اختتام پر شرکاء کی پرتکلف افطار ڈنر سے تواضع کی گئی۔

دورِ حاضر کا عظیم فتنہ

اسمارٹ فون

قسط:۹

ازافادات:..... حضرت فیروز عبداللہ میمن مدظلہ

محبت کی شادی کا بُرا انجام: اسی موبائل کے چکر میں پڑکرایک لڑکی حرام عشق میں مبتلا ہوئی اور گھر سے بھاگ گئی۔ماں باپ میں سے ایک کو ہارٹ اٹیک ہوگیا،ایک کی کمر جھک گئی، وقت سے پہلے بوڑھے ہوگئے۔اس ظالم لڑکے نے نکاح کی آڑ میں تین مہینے عیش کر کے دھکے دے کر گھر سے نکال دیا۔میرا ایک جگہ بیان ہوتا تھا،وہ خاتون وہیں قریب کہیں رہتی تھی،اس نے مسجد میں گھسنے کی کوشش کی تو گارڈ نے روک دیا،اس نے چیخنا شروع کردیا کہ میں کہاں جاؤں؟لوگ جمع ہوگئے اور کہا اپنے ماں باپ کے گھر کیوں نہیں جاتی؟ کہا وہ گھر میں آنے نہیں دیتے کہ تمہارے ٹکڑے کردیں گے،تم نے ہمیں معاشرے میں بے عزت کردیا ہے،اُدھر شوہر نے گھر سے نکال دیا ہے(حالانکہ والدین کو علماء سے پوچھ کر بیٹی کومعاف کر کے گھر پر ہی رکھنا چاہیے تھا)۔مسجد کا گارڈ بھی پریشان ہوگیا کہ یہ تو جا ہی نہیں رہی ہے۔پھر وہ خاتون امام صاحب کے گھر پہنچ گئی،وہ مولانا بھاگے ہوئے میرے پاس آئے کہ محلہ والے میرے بارے میں غلط خیال کریں گے۔پھر کسی نے جا کر اسے سمجھایا، تب گئی، کہاں گئی کچھ پتا نہیں۔ایسوں کے لئے شیلٹر ہاؤس کھلے ہوئے ہیں، جہاں بے دین این جی اوز غیرت کا جنازہ نکالنے کی ترکیبیں بتاتی ہیں۔ان این جی اوز کو ایسی ہی بے سہارا لڑکیاں چاہئیں،پھر آہستہ آہستہ ان کی حیا ختم کر کے گندے لباس پہنا کر ہیروئن بنادیتے ہیں تاکہ پوری قوم کو گناہوں میں ملوث کرے۔

بڑی تعداد میں بچیاں بلیک میل ہورہی ہیں: کیا کہوں! کتنی ہی بچیاں موبائل کے چکر میں پڑ کر بلیک میل ہورہی ہیں۔بدمعاش لوگ ان کے نمبر پر فون کر کے پہلے تنگ کرتے ہیں، چپکے سے ان کی تصویر نکال لیتے ہیں،کچھ ناسمجھ بچیاں حرام عشق میں خود اپنی تصویریں بھیج دیتی ہیں،پھر بعض بدمعاش قسم کے کمپیوٹر ماہرین چہرہ ان کا رکھ کر نیچے کسی فاحشہ کی تصویر جوڑ کر بلیک میل کرتے ہیں کہ نیٹ پر جاری کردیں گے،جس کی وجہ سے کتنی خواتین کا گھر برباد ہوگیا،شوہروں نے طلاق دے دی،بعض خواتین نے خودکشی کرلی یا ملک چھوڑ کر چلی گئیں۔

موبائل کی وجہ سے شوہر کے حقوق میں کوتاہی: آئے دن واقعات سننے میں آرہے ہیں کہ شوہر سے موبائل کے لئے لڑائی کی اور ناراض ہوکر اپنے والدین کے پاس چلی گئی یا کھانا نہیں پکایا، بدتمیزی اور ناشکری کے جملے بولے،شوہر کی غیبت کی حالانکہ جائز باتوں میں شوہر کی اطاعت فرض ہے ورنہ تمہارا روزہ نماز، کوئی نیکی قبول نہیں ہوگی۔ (مشکوٰۃ:(قدیمی) ص ۲۸۳ عن جابر رضی اللہ عنہ)

حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:اگر میں خدا کے سوا کسی کے لئے سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے۔(مشکوٰۃ:(قدیمی) ص۲۸۱ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

مگر اب عورتیں شوہروں کی یہ قدر کرتی ہیں کہ ان کے ساتھ زبان درازی اور مقابلہ سے پیش آتی ہیں۔ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ جہنم کی آبادی میں اکثر حصہ عورتوں کا ہے۔پوچھا اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا دو وجہ سے،پہلی وجہ:لعن طعن بہت کرتی ہیں، دوسری وجہ: شوہر کی ناشکری بہت کرتی ہیں۔ (مشکوٰۃ: (قدیمی) ص ۱۳ عن ابی سعید الخذری رضی اللہ عنہ)

جو بیویاں شوہروں کو ستاتی ہیں تو نالائق شوہر غیر عورت کی طرف متوجہ ہوجاتے ہیں اور جو لائق شوہر ہوتے ہیں، ان کا دل زخمی رہتا ہے،علماء ربانیین سے مشورہ کر کے بیچارے صبر کرتے ہیں۔

اس موبائل کے لئے شوہر سے ناراضگی کے درجنوں واقعات ہیں،کہتی ہیں کہ فلاں کو اپنی بیوی سے بہت محبت ہے، پچاس ہزار کا موبائل خرید کردیا ہے اور تم مجھے دو ہزار کا موبائل بھی نہیں دلاتے ہو۔کیا اس طرح شوہر سے

لڑنے کی اجازت ہے؟ شوہر کی جائز باتوں میں اطاعت نہ کی تو جنت میں نہیں جائیں گی۔ اپنے گھر میں بھی ماں بہن بیٹیوں کو سنا دیں کہ حضورﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر شوہر نے بیوی کو پاس بلایا اور وہ نہ آئی اور شوہر غصہ میں لیٹا رہا تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے ہیں۔

(مشکوٰۃ: (قدیمی) ص ۲۸۰ عن ابی ہریرۃؓ)

آج عورتوں کا کیا حال ہے؟ شوہر سے لڑکر اور اس کو ناراض کر کے سو گئیں، صبح نماز پڑھ رہی ہیں لیکن ان کو معلوم ہی نہیں کہ ان پر رات بھر لعنت برستی رہی ہے اور ان کی کوئی نیکی قبول نہیں۔ اور اگر علم بھی ہو تو غصہ میں کچھ یاد نہیں رہتا۔ بہشتی زیور میں سب لکھا ہوا ہے مگر کون پڑھتا ہے؟ شادی کے بعد ماں باپ بھائی بہن سے زیادہ حق شوہر کا ہے، لیکن آج کون ان چیزوں کو اہمیت دیتا ہے۔ قسمت والی خواتین ہی شوہر کے سامنے زبان نہیں چلاتیں، اس کو خوش رکھتی ہیں۔

اپنی بیٹیوں کو خود تباہ کرنا: اس موبائل کا بگاڑ اتنا بڑھ گیا کہ بعض جگہ لڑکی کے والدین داماد سے ضد کرتے ہیں کہ ہماری بیٹی کو بڑا موبائل دلاؤ یا خود چھپا کر بیٹی کو دے جاتے ہیں، پھر جب موبائل پکڑا جاتا ہے تو لڑائیاں ہوتی ہیں۔ صرف موبائل کی وجہ سے کتنے جھگڑے ہوتے ہیں، جو عقل مند شوہر ہوتے ہیں وہ خود ہی اپنے گھر کے حالات دیکھ کر کہہ دیتے ہیں کہ میں تو بڑا موبائل نہیں خرید کر دوں گا، اس کی ضرورت کیا ہے؟ اگر کوئی ضروری بات کرنی ہے تو گھر میں ٹیلی فون ہے یا پھر جب شوہر گھر آئے تو اس کے موبائل سے بات کرلیں۔ لیکن بڑا موبائل لے کر نیٹ، یوٹیوب، فیس بک، واٹس ایپ، ٹویٹر میں جانے کی کیا ضرورت ہے؟ سادہ موبائل لیں، اپنے موبائل کو بھی دین کے کام میں لائیں، خواتین کو کانفرنس کال پر بیانات سنوائیں۔ الحمدللہ! روزانہ کئی خواتین اپنے طور پر کئی سو خواتین کو بیانات سنوارہی ہیں اور اپنا صدقۂ جاریہ بڑھا رہی ہیں، مگر جنہیں گناہوں کا چسکا ہے وہ کہتی ہیں کہ مجھے یہ سادہ موبائل نہیں چاہیے، مجھے تو مہنگا والا بڑا موبائل چاہیے۔

موبائل کا غلط استعمال کرتے ہوئے موت آگئی تو؟ جو جس حال میں مرے گا اسی حال میں اُٹھایا جائے گا، حدیث شریف ہے: ((يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلٰى مَا مَاتَ عَلَيْهِ)) (الصحیح لمسلم: (قدیمی)؛ کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا واھلہا؛ ج ۲ ص ۳۸۷)

حضورﷺ فرماتے ہیں جو شخص جس حال میں مرے گا اسی حال میں اُٹھایا جائے گا۔ لہٰذا گناہ کرتے ہوئے، ننگی فلمیں دیکھتے ہوئے انتقال ہوا تو کتنی بری حالت میں موت ہوگی۔ انتقال کے بعد دوستوں کو اطلاع دینے کے لئے اگر موبائل کھولا جائے اور وہاں ننگی فلمیں اور تصویریں ہوں تو کتنی رسوائی کی بات ہے۔ ان مجالس میں اسمارٹ فون کے یہ نقصانات سن کر کتنے ہی احباب اور خواتین نے بتایا کہ الحمدللہ! اسمارٹ فون بیچ کر سادہ موبائل لے لیا، ان کا کوئی کام نہیں رُکا، جب بڑے فون نہیں آئے تھے تو کیا دنیا رُک گئی تھی؟

موبائل نے ہمیں اللہ تعالیٰ سے دور کردیا: ان چیزوں کی وجہ سے ہم اللہ سے دور ہورہے ہیں۔ کب اللہ کے قرب کی بہاریں ہمارے دل میں آئیں گی؟ کب ہم لوگ اللہ کو خوش کریں گے؟ کب سنتوں پر عمل کر کے پیارے نبیﷺ کو خوش کریں گے؟ کتنی مسنون دعائیں ہمیں یاد ہیں؟ موبائل کا ہر سسٹم پتا ہے اور سنتوں کی دعائیں یاد نہیں ہیں۔ بس ظاہر بن گیا کہ داڑھی ہے، ہماری خواتین کو برقع کی توفیق ہے۔ داڑھی، برقع وغیرہ بہت بڑی نعمت ہے۔ لیکن تنہائیوں میں کیا حالات ہیں؟

ناول کا زہر: ایک خاتون کا خط آیا کہ میں نے موبائل میں ناول بھرے ہوئے تھے اور چھپ چھپ کر پڑھتی تھی، ڈائجسٹ بھی پڑھتی تھی، میں نے اب تک چھپایا تھا، بیانات سن کر اللہ نے توفیق عطا فرمائی کہ کل سارے ناول نکال دیئے۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' میں فرمایا ہے کہ ناول وغیرہ لکھنا، چھاپنا، بیچنا، پڑھنا سب گناہ ہے، اس میں فحش باتیں ہوتی ہیں۔ اگر فحش بھی نہیں تو اس میں جاسوسی اور تجسس کی وجہ سے رات بھر جاگا جاتا ہے، کیا حاصل ہوتا ہے؟ پھر چسکا اتنا بڑھ جاتا ہے کہ دینی جگہوں پر بھی ناول لاتی ہیں، اور ایک دوسرے کو دیتی ہیں، یہ مزید خرابی ہے۔

عورت کی آواز کا بھی پردہ ہے: ایک مرض عورتوں میں اور ہے، وہ یہ کہ اپنی آواز بلا ضرورت غیر محرم کو سناتی ہیں۔ دیندار عورتیں بھی برقع اور دستانے پہنے ہوئے ہیں لیکن مارکیٹ میں، سڑکوں پر، مدرسہ یا بیان کے لئے آتے جاتے ہوئے باآواز باتیں کرتی جارہی ہیں، زور سے قہقہہ لگا رہی ہیں، کچھ بھی اپنی آواز کا خیال نہیں۔ میں آزاد خیال عورتوں کی بات نہیں کررہا، ان کو تو چھوڑیں، وہ تو نامحرم کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا،

گپ شپ، دوستیوں میں لگی ہوئیں ہیں، میں تو ان خواتین کی بات کررہا ہوں جو نیکی کی طرف چل رہی ہیں اور اصلاحی خط یا ای میل کے ذریعہ رابطہ میں ہیں۔ عورت کا غیر محرم سے بضرورت بات کرتے وقت بھی لازم ہے کہ وہ اپنی آواز کو پُرکشش نہ کرے، فطری نرم لہجہ میں بات نہ کرے بلکہ لہجے کو کچھ سخت کرے اور مختصر بات کرے، جیسا کہ سورۂ احزاب میں ازواجِ مطہراتؓ کو امہات المؤمنین ہونے کے باوجود ہدایت کی گئی کہ اگر کسی غیر محرم سے بات کی نوبت آجائے تو فطری نزاکت کے ساتھ بات مت کرنا، کبھی کوئی ایسا شخص بیجا لالچ کرنے لگے جس کے دل میں روگ ہو، اپنی بات کسی بداخلاقی کے بغیر پھیکے انداز میں کہہ دینی چاہیے۔

جب تک یہ موبائل نہ تھے تو خواتین گاڑیوں میں خاموش بیٹھتی تھیں، اب ڈرائیور وغیرہ کے سامنے اور مارکیٹوں میں فون پر باتیں کرتی گزرتی ہیں۔ صرف برقع کافی نہیں ہے، نامحرم سے آواز کی بھی احتیاط کریں، اپنی فطری آواز ظاہر نہ کریں۔ وائس ایپ پر خواتین اپنی آواز میں دوسری خواتین کو پیغامات بھیجتی ہیں جو وہاں نامحرم بھی سن لیتے ہیں۔ حضرت مفتی شفیع صاحبؒ نے معارف القرآن میں سورۂ نور کی آیت ۳۱: وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ بہت سے فقہاء نے فرمایا کہ جب زیور کی آواز غیر محرموں کو سنانا اس آیت سے ناجائز ثابت ہوا تو خود عورت کی آواز کا سنانا اس سے بھی زیادہ سخت اور بدرجۂ اولیٰ ناجائز ہوگا۔

نفس کا کچھ بھروسہ نہیں: دین پر چلتے ہوئے جو بچیاں نیٹ اور مہنگے موبائل کے ذریعہ گناہ میں ڈوب گئیں، پھر ان میں سے جن پر اللہ نے فضل فرمایا تو انہوں نے اصلاح کے لئے مجھے خط لکھا تب مجھے ان خرافات کا پتا چلا۔ لہٰذا جو لوگ شیخ کے پاس آتے ہیں لیکن اصلاح نہیں کراتے، بتاتے بھی نہیں کہ ہمارے پاس بڑا موبائل ہے، ہم گناہوں میں ملوث ہورہے ہیں، سوچتے ہیں اگر بتایا تو شیخ موبائل بیچنے کا حکم دے گا۔ تو سنو بھئی! ہم کسی کے ساتھ زبردستی نہیں کرتے، ہمارے بزرگوں نے سختی سکھائی ہی نہیں ہے۔ اگر ہم سختی کریں گے تو جس کو گناہ کرنا ہے وہ گھر جاکر چوری چھپے کرے گا، بیانات میں آنا بھی چھوڑ دے گا اور اپنا نقصان کرے گا۔ اس لئے بس اپنی نیت سے نصیحت کرتے رہتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کے حالات ہیں، جو نیک بننے کی فکر میں ہیں، بیانات میں آتے ہیں، اصلاحی خط لکھتے ہیں لیکن کبھی کبھی نفس پر بھروسہ کر بیٹھتے ہیں، حالانکہ اللہ والوں نے کبھی نفس پہ بھروسہ نہیں کیا:

بھروسہ کچھ نہیں اس نفسِ امارہ کا اے زاہد
فرشتہ بھی یہ ہوجائے تو اس سے بدگماں رہنا

کیا آپ کو میرے اوپر بھروسہ نہیں ہے؟: پھر ان الفاظ سے شیطانی دھوکے میں آجاتے ہیں کہ کیا آپ کو مجھ پر بھروسہ نہیں ہے؟ یہ الفاظ کبھی بیٹا بیٹی کہتے ہیں، کبھی بیوی یا بہن کی طرف سے بھی سننے میں آتے ہیں یعنی بڑا موبائل دلانے کی ضد کا اظہار ان الفاظ سے ہوتا ہے۔ آپ انہیں سمجھائیں کہ دیکھو! حضرت یوسف علیہ السلام کیا فرمارہے ہیں: إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ (بے شک نفس تو بُری بات ہی بتلاتا ہے)، اور ہمارے پیارے نبی ﷺ یہ دعا مانگ رہے ہیں: ((وَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ)) (کنز العمال: (دار الکتب العلمیۃ): ج ۲ ص ۶۲، رقم الحدیث ۳۴۹۵)

حضور ﷺ جیسے سید الانبیاء جن کی وجہ سے جنت اور کائنات کو بنایا گیا، وہ فرمارہے ہیں کہ اے اللہ! پلک جھپکنے کی دیر تک بھی مجھے میرے نفس کے حوالے نہ فرما۔ وہ ہمیں سمجھانے کے لئے یہ دعا مانگ رہے ہیں کہ میری امت نفس پر کبھی بھروسہ نہ کرے ورنہ سب جانتے ہیں کہ انبیاء کرام تو معصوم ہوتے ہیں۔ لہٰذا بیٹی اگر موبائل کی ضد کرے تو کہہ دو بیٹی! اس میں بھروسے کی کیا بات ہے؟ اصل بات اللہ کی اتباع ہے، موبائل نہیں دوں گا کیونکہ کتنی بیٹیاں تباہ ہوچکی ہیں، میں اپنی اولاد کو اپنے ہاتھوں کیسے آگ میں دھکا دے دوں۔ کبھی ایسا ہوا کہ لڑکی نے سہیلی کو ایس ایم ایس کیا، اُدھر سے سہیلی کا بھائی سہیلی بن کر میسج کر رہا ہے، پھر میسج کے بعد مس کال شروع ہوگئی، پھر فون پر بات ہوتے ہوتے دونوں عشق میں پاگل ہوگئے اور لڑکی ماں باپ کا گھر چھوڑ کر لڑکے کے ساتھ بھاگ گئی۔ اکیلے میں ہی تو گناہ ہوتا ہے، بیٹی کمرے میں چھپ کر کبھی ایک بٹن دبا رہی ہے، کبھی دوسرا بٹن دبا رہی ہے، ہوتے ہوتے گناہوں میں چلی گئی، پہلے گانے، پھر فنی ویڈیوز، اس کے بعد فلمیں، اس کے بعد گندگی ہی گندگی ہے۔ یہ موبائل کیا ہے، کینسر سے بڑھ کر ہے اور ہمیں دوزخ میں دھکیل رہا ہے۔

دینی اجتماع میں آنے والی لڑکیوں کے لئے ہدایت: ایک مرتبہ مجھے شکایت ملی کہ ہمارے یہاں مرکز تربیتِ خواتین میں جہاں مستورات کے لئے پردے سے بیان سننے کا

انتظام ہوتا ہے، کچھ لڑکیوں نے موبائل پر دوسری بچیوں کو تصویریں دکھائیں۔ پھر معلوم ہوا کہ یہ بچیاں اکیلے ہی آتی ہیں، کوئی بڑی عورت ساتھ نہیں آتی اور نہ کوئی محرم پہنچانے آتا ہے۔ آج کل کے حالات کیسے ہیں، اور ان لڑکیوں کو موبائل دے رکھے ہیں اور وہ ایسی مبارک جگہ جہاں دوسری نیک بچیاں بیان سن رہی ہیں، یہ تصویریں دیکھ رہی ہیں، گیم کھیل رہی ہیں، کارٹون دیکھ رہی ہیں۔ وہاں کی منتظم خواتین نے جب ان لڑکیوں کا موبائل چیک کیا تو اس میں نامحرموں کی تصویریں تھیں، ایسے گندے میسج تھے کہ منتظم خواتین پڑھ نہیں سکیں۔ ایسی بچیوں کو اکیلے آنے کی اجازت نہیں۔ اے میری بیٹیو! اپنی عزت اور آبرو کو سنبھالو، تمہاری بے عزتی سے تمہارے والدین کی سب کے سامنے گردن جھک جائے گی، ایسی مبارک جگہ کا کہہ کر، ماں باپ کو دھوکہ دے کر یہاں آتی ہو اور ایسے کام کرتی ہو۔

بُری دوستی سے بچنے کی نصیحت: جو بچیاں بیانات میں پابندی سے آتی ہیں، ان کو کیا ہو گیا کہ وہ ایسی نالائق لڑکیوں کے ساتھ بیٹھ کر ایسی تصویریں دیکھ رہی ہیں۔ تمہارے ماں باپ تو نیک ہیں، تمہیں اللہ نے نیک ماحول دیا ہے، تمہارے گھر میں نہ لیپ ٹاپ ہے، نہ کمپیوٹر ہے، بعض گھریلو خواتین کے پاس تو سادہ موبائل بھی نہیں ہے، تمہارے ماں باپ رات دن تم پر محنت کر رہے ہیں اور تم ایسی نالائق بچیوں کے ساتھ بیٹھتی ہو۔ کیا تم نے بارہا یہ حدیث پاک نہیں سنی: ((اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِهٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَّنْ یُّخَالِلُ)) (مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی) ؛ باب الحب فی اللّٰہ ومن اللّٰہ : ص ۴۲۷)

ہر شخص اپنے گہرے دوست کے دین پر خود بخود ہو جاتا ہے، دیکھ تیرا گہرا دوست کون ہے؟ گہری سہیلی کون ہے؟ دوسروں کی دیکھا دیکھی دوزخ کے راستے پر مت چلو۔ ایسے اچھے ماحول کو خراب مت کرو، خود اپنے اوپر اور اپنے ماں باپ پر رحم کرو۔ آئندہ کوئی بھی موبائل کے گند کی طرف تمہیں راغب کرے یا دکھائے تو فوراً وہاں موجود نگران خواتین کو اطلاع کرو، یہاں ایسی چیزوں پر مکمل پابندی ہے۔

جہیز میں اپنی بیٹی کو بڑا موبائل یا ٹی وی دینا: گھر کے بڑوں کا بھی قصور ہے، والدین، چچا، ماموں وغیرہ جن کو دین کی سمجھ نہیں ہے، اپنی بیٹی، بھتیجی، بھانجی کو شادی میں بڑا موبائل دے دیتے ہیں یا شوہر صاحب شادی کے بعد اپنی بیوی کو بڑا موبائل گفٹ دے دیتے ہیں۔ جیسے صدقہ جاریہ کا ثواب مرنے کے بعد ملتا رہتا ہے، اسی طرح گناہِ جاریہ کا گناہ بھی ملتا رہتا ہے، ہماری وجہ سے جو گناہ شروع ہوئے تو ہماری پکڑ کا خطرہ ہے، جیسے کسی نے اپنے بچوں کے لئے ٹی وی یا دوسرے آلاتِ معصیت خریدے یا بیٹی کو جہیز میں ٹی وی دیا، اب اس پر جتنا گناہ دیکھا جائے گا، اس دینے والے کو بھی اس کا وبال ہوگا۔ باہر ملک کے رشتے دار بھی جب کوئی تحفہ بھیجتے ہیں تو عموماً ٹچ موبائل، ٹیبلیٹ، لیپ ٹاپ بھیج دیتے ہیں، جس کی وجہ سے گناہ شروع ہو جاتے ہیں۔

موبائل کی وجہ سے امورِ خانہ داری میں کوتاہی: اس کے علاوہ کئی گھروں میں یہ پریشانی ہے کہ خاتونِ خانہ ساری رات موبائل پر گزار کر سارا دن سو رہی ہے۔ گھر کا کوئی کام انہیں نہیں آتا، نہ سلائی نہ کھانا پکانا وغیرہ۔ ان خرافات میں مصروف ہونے کی وجہ سے ان کو کھانا پکانے کی فرصت نہیں، باہر سے کھانا منگوا لیا جاتا ہے، جس کو اطباء منع کرتے ہیں کہ بازار کا کھانا کبھی کبھار تو کھایا جائے، عادت نہ بنائی جائے۔ باورچی خانے میں جا کر خدمت کرنا انہیں عار لگتا ہے، روز اس بات پر جھگڑے ہوتے ہیں کہ مجھے کیوں جگایا؟ بس چاہتی ہیں کہ شوہر ان کو ان کے حال پر چھوڑ دے، ساری رات موبائل پر رہیں، سارا دن سوتی رہیں۔ پھر بڑے شرم کی بات ہے، مگر مجبوراً بتا رہا ہوں کہ شادی کے بعد چاہتی ہیں کہ پانچ سات سال تک اولاد نہ ہو۔ بلاشرعی عذر اولاد کو روکنا کتنا بڑا گناہ ہے۔ ہم لوگ سوچیں چاہے مرد ہو یا عورت، تنہائی میں بڑے موبائل پر اتنے گھنٹے گزارتے ہیں تو کیا کرتے ہوں گے؟ اس دوران کس طرح گناہ سے بچتے ہوں گے، میری تو سمجھ سے باہر ہے۔ اس لئے اتنے نقصانات سننے کے بعد بھی اگر کوئی اسمارٹ فون نہ بیچے اور سادہ موبائل نہ لے تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ کے علاوہ کوئی الفاظ بھی نہیں ہیں۔ اللہ ہم سب کو ہدایت دے۔

شوہر سے زیادہ موبائل محبوب ہو گیا: چند دن پہلے معلوم ہوا کہ شوہر نے بیوی کو دن رات اسمارٹ فون پر مصروف رہنے سے تنگ آ کر کہا کہ موبائل بیچو، بیوی کہتی ہے کہ میں تمہیں چھوڑ سکتی ہوں، موبائل نہیں چھوڑ سکتی۔ موبائل کا نشہ چرس و ہیروئن سے بھی بڑا نشہ ہو گیا ہے۔ شادی کے بعد تو والدین سے بھی بڑھ کر شوہر کے حقوق ہیں اور والدین اور شوہر کی جائز باتیں ماننا فرض ہے، اب شوہر کہہ رہا ہے کہ مجھے وقت دو اور بیوی فلمیں دیکھنے میں لگی ہوئی ہے۔ (جاری ہے)

والدہ ماجدہؒ کی رحلت

مولانا محمد طیب عبدالرزاق لدھیانوی

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ سید محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی کے قدیم وبزرگ استاذ الاساتذہ حضرت مولانا عبدالرزاق لدھیانویؒ کی اہلیہ، اور ہماری والدہ ماجدہ گزشتہ دنوں انتقال فرماگئیں۔إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون، إن للّٰہ ما أخذ وللّٰہ ما أعطی و کل شيء عندہ بأجل مسمّٰی۔

حضرت والد مرحوم کا خاندان ۱۹۴۷ء میں ہندوستان سے ہجرت کرکے پاکستان میں آیا۔ دادا اور والد محترم گوجرانوالہ میں سکونت پذیر ہوئے۔ اباجی نے نورانی قاعدہ سے ابتدائی تعلیم کے لیے مدرسہ نصرۃ العلوم میں داخلہ لیا، چند سال بعد حضرت لاہوریؒ کے خلیفہ ناناجان حکیم محمد الدینؒ نے اپنی اکلوتی بیٹی کے رشتہ کے حوالہ سے حضرت صوفی عبدالحمید سواتی صاحبؒ اور حضرت مولانا سرفراز صفدر صاحبؒ کو درخواست پیش کی، ان دونوں حضرات نے اباجی کا انتخاب فرمایا، تلونڈی موسیٰ خان کا ۱۵ میل سفر طے کرکے نکاح پڑھایا۔ بقیہ تعلیم مکمل کرنے کے لیے ۱۹۶۰ء میں جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی کارخ کیا۔ ۱۹۷۰ء میں بنوری ٹاؤن کے قریب پلاٹ خرید کر از خود تعمیراتی کام شروع کردیا، والدہ صاحبہ نے زندگی کے ہر موڑ اور مشکلات میں والد صاحب کا بھرپور ساتھ دیا۔ مکان کی تعمیر میں والدہ صاحبہ کا بہت بڑا کردار اور ساتھ رہا ہے۔ والدہ صاحبہ مرحومہ بجری سیمنٹ تیار کرتیں، حضرت والد مرحوم بلاکوں سے دیواریں چنائی کرتے جاتے، اس طرح دو کمرے تیار کرکے ٹین کی عارضی چھتیں ڈال دیں۔ اسی طرح پھر رفتہ رفتہ دیگر تعمیرات مکمل کیں۔

والدہ صاحبہ کی بھی پوری زندگی قناعت، تقویٰ، طہارت اور سادگی میں ممتاز رہی۔ گھر کی صفائی ستھرائی اخیر زندگی تک از خود کرتی رہیں۔ گھر میں صفائی اور دیگر کام کاج میں جب مصروف ہوتیں اور اس دوران اذان ہوتی تو کام کاج چھوڑ کر اذان کا جواب دیتیں، آخر سانس تک کبھی بھی اذان کا جواب نہ چھوڑا، پھر دعا پڑھ کر اول وقت میں نمازوں کا اہتمام کرتیں، بلکہ ہم سب کو اس کی تاکید کرتیں، نمازِ تہجد کبھی نہ چھوڑی۔ سفر حضر میں پوری زندگی نمازیں قضا نہ ہونے دیتیں۔ اکثر مرتبہ دیکھتا تھا کہ نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے پاک صاف ہوکر طہارت حاصل کرکے مصلے پر بیٹھی ہیں کہ نماز کا وقت داخل ہو نماز پڑھ لوں، اسی طریقہ سے مسواک جیسی عظیم سنت پر عمل پیرا رہیں۔ آنکھوں میں سرمہ پوری زندگی سوتے وقت لگاتی رہیں۔ نمازِ اشراق، نمازِ چاشت، نمازِ اوابین، صلاۃ التسبیح اپنے اپنے وقت پر ادا کرتی رہیں، آخری عمر تک نوافل نہ چھوڑے۔ دنیا کا کوئی کام کرنا ہوتا مثلاً آٹا گوندھنا، روٹی پکانا، کھانا تیار کرنا، حتیٰ کہ جھاڑو لگانے سے پہلے بسم اللہ پڑھتیں، جب بھی گھر میں داخل ہوتیں بلند آواز سے بسم اللہ پڑھتیں اور بلند آواز سے سلام کرکے گھر میں داخل ہوتیں، ہمیشہ کہتیں کہ بلند آواز سے سلام کرنے سے گھر میں فرشتے جواب دیتے ہیں۔ مسنون دعاؤں کا اہتمام ہمیشہ رہا۔

والدہ صاحبہ کو مارکیٹ اور بازار جانا پسند نہیں تھا، تمام تر ضرورتیں الحمد للہ گھر ہی میں پوری ہوتی رہیں، حتیٰ کہ ایک عرصہ تک صابن، سرف وغیرہ گھر ہی میں بناتے رہے۔ اسی طریقہ سے والدہ صاحبہ نے آخری عمر تک برقعہ، پردہ کا اہتمام رکھا۔ فارغ اوقات میں قرآن کریم پڑھ کر صدقہ خیرات کرکے دیگر وظائف اور مسنون دعاؤں کے ذریعہ اپنے مرحومین کے لیے ایصال ثواب کرتی رہتیں۔ قرآن کریم کے آخری دو سپارے حفظ کرچکی تھیں، باقی ناظرہ قرآن کریم بہت عمدہ پڑھتی تھیں۔ حضرت والد صاحبؒ نے بہشتی زیور سبقاً سبقاً سمجھا دیا تھا۔ امر بالمعروف، نہی عن المنکر کو مدِ نظر رکھتے ہوئی برائی کو روکتیں، اچھائی کا حکم دیتی رہیں، حتیٰ کہ اس بیماری والی کیفیت میں بھی ہسپتال کی نرسوں کو شرعی پردے کا حکم دیتی رہیں، ناخن بڑے اور ناخنوں میں نیل پالش دیکھ کر والدہ صاحبہ سے رہا نہ جاتا، وہاں بھی خوب تعلیم دیتی رہیں۔

آخر وقت میں قبر کی ہولنا کی کا تذکرہ کرتیں، ڈاکٹر کے آنے سے پہلے اپنے آپ کو چھپالیتیں اور چہرہ ڈھانپ لیتیں۔ حضرت والد صاحبؒ کی وصیتوں میں ایک وصیت یہ تھی کہ میرے دنیا سے چلے جانے کے بعد اپنی امی جان کا دامن نہ چھوڑنا، خوب خدمت کرتے رہنا، الحمد للہ! (باقی صفحہ 25 پر)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

گوجرانوالہ میں چار دن: گوجرانوالہ قدیم جماعتی مرکز ہے، جہاں مولانا غلام مصطفیٰ بہاولپوریؒ، مولانا قاضی عبداللطیف اختر شجاع آبادیؒ، مولانا محمد خانؒ، مولانا محمد صادق جلال پوریؒ، مولانا ضیاء الدین آزاد مدظلہ سمیت کئی ایک حضرات مبلغ رہے۔ حافظ محمد ثاقبؒ نے دفتری نظام کو خوب سنبھالے رکھا اور آخری عمر میں ضعف و عوارض کے باوجود گجرات سمیت قرب و جوار میں تشریف لے جاتے اور دفتری، قانونی، عدالتی کیسز کی نگرانی فرماتے۔ حکیم عبدالرحمٰن ایک عرصہ تک مجلس گوجرانوالہ کے امیر رہے۔ چوہدری غلام نبی امرتسریؒ، حاجی عبدالمتینؒ، حافظ احسان الواحد، جناب امان اللہ قادری، عبدالرزاق خان دفتر اندرون سیالکوٹی گیٹ کی رونق تھے۔ حافظ نذیر احمد مدظلہ خانقاہ سراجیہ کے قدیمی وابستگان میں سے ہیں۔ مجلس کی مرکزی شوریٰ کے رکن چلے آرہے ہیں، حضرت حافظ محمد یوسف مدظلہ مجلس گوجرانوالہ کے ناظم اعلیٰ اور مولانا محمد اشرف مجددی مدظلہ مجلس کے امیر ہیں۔ غرضیکہ مجلس کو مقامی طور پر جاندار قیادت میسر رہی ہے۔ ان میں سے اکثر و بیشتر رحمت خداوندی کے حوالے ہو چکے ہیں۔ جو زندہ ہیں وہ چراغ سحری ہیں۔ تیاری کسے ہوئے ہیں۔ اللہ پاک مرحومین کی قبور کو بقعۂ نور بنائیں اور جو زندہ ہیں، انہیں صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز نصیب فرمائیں۔ آج کل مجلس کے مبلغ مولانا محمد عارف شامی سلمہ ہیں، جبکہ مرکز کے خطیب مولانا قاری عمر حیات سلمہ ہیں۔

۱۹۵۳ کی تحریک میں گوجرانوالہ نے موثر کردار ادا کیا۔ ۱۹۴۹ء، ۱۹۵۰ء، ۱۹۵۲ء میں یہاں کانفرنسیں منعقد ہوتی رہیں اور قادیانیوں کے مقاطعہ کا فیصلہ کیا گیا۔ جس سے قادیانیت تلملا اٹھی۔ شیخ حسام الدینؒ، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، مولانا سیّد فیض الحسن شاہ یہاں سے گرفتار ہوئے۔ جولائی ۱۹۵۲ء میں کانفرنس ہوئی روزنامہ زمیندار کے ایڈیٹر مولانا اختر علی بھی تشریف لائے۔ غرضیکہ گوجرانوالہ قدیم جماعتی مرکز ہے، وقتاً فوقتاً حاضری ہوتی رہتی ہے۔ امسال رمضان المبارک میں چار دن مصروف گزرے۔

رمضان المبارک کی مصروفیات

رمضان المبارک ۱۴۴۵ھ کا پہلا جمعہ جامع مسجد ابوبکر صدیقؓ ماڈل ٹاؤن سی بہاولپور میں بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔

ہفتہ ملتان، اتوار لاہور کے لئے سفر کیا۔ پیر کے دن ۷/رمضان مغرب کی نماز جامع مسجد محمدیہ جیا موسیٰ لاہور میں ادا کی اور مغرب کی نماز کے بعد بیان کیا۔ افطاری ہمارے قدیمی دوست حافظ محمد ابوبکرؒ کے فرزندان گرامی کے ہاں ہوئی۔ مغرب کی نماز کے بعد کامونکی کے لئے سفر کیا۔ تراویح میں شمولیت نصیب ہوئی۔

۸/رمضان المبارک صبح کی نماز کے بعد مرکزی جامع مسجد فاروق اعظم روڈ کامونکی میں بیان کیا، بعدازاں گوجرانوالہ کے لئے سفر کیا۔

۸ تا ۱۰/رمضان المبارک مولانا محمد عارف شامی سلمہ مبلغ گوجرانوالہ نے جامع مسجد زینب ماڈل ٹاؤن، مرکزی جامع مسجد واپڈا ٹاؤن، جامع مسجد گارڈن ٹاؤن، مدنی مسجد واپڈا ٹاؤن، جامع مسجد قبا واپڈا ٹاؤن میں بیانات کرائے۔ ۱۱/رمضان المبارک صبح کی نماز کے بعد مرکزی جامع مسجد شالیمار ٹاؤن میں بیان ہوا۔ بعدازاں جامع مسجد ختم نبوت ابوبکر ٹاؤن میں فہم قرآن و سنت کورس جو یکم سے ۲۵/رمضان المبارک تک ہوتا ہے، مولانا قاری گلزار احمد آزاد مدظلہ اہتمام فرماتے ہیں۔ راقم کے ذمہ ”قادیانیت! قانون کے شکنجہ میں“ کے عنوان پر بیان ہوا، جو تقریباً پون گھنٹہ جاری رہا۔ بعدازاں کچھ دیر سوال و جواب کی نشست بھی منعقد ہوئی۔ فہم قرآن و سنت کورس میں اہلِ حق کی تمام جماعتوں کے نمائندگان خطاب فرماتے ہیں، نو سال پہلے منعقد ہونے والے کورس کے بیانات کو مولانا گلزار احمد آزاد نے کتابی شکل میں ”دروس فہم قرآن و سنت کورس“ کو کتابی شکل میں شائع کیا، جو تین سو چھپن صفحات پر مشتمل ہے۔

رمضان المبارک کے دوسرے جمعہ ۱۱/رمضان المبارک جمعرات ۱۷/رمضان لاہور میں مرکزی ناظم نشر و اشاعت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی سلمہ اور مولانا عبدالنعیم سلمہ نے پروگرام ترتیب دیئے۔ چنانچہ ۱۱/رمضان المبارک جمعۃ المبارک کا بیان جامع مسجد سعدی پارک میں ہوا، جواب

تین منزلہ خوبصورت مسجد تکمیل کے مراحل طے کر رہی ہے۔

۱۲ر رمضان المبارک کو شمالی لاہور کے متحرک وفعال راہنما مولانا خالد محمود مدظلہ نے مجلس لاہور کی رابطہ کمیٹی کے اعزاز میں افطاری کا اہتمام کیا، راقم بھی شریک ہوا۔ بعدازاں جامع مسجد خالد کیولری گراؤنڈ، مکی مسجد گلشن اقبال پارک علامہ اقبال ٹاؤن ”جامع مسجد مولانا احمد علی لاہوری“ کے خطیب مولانا قاری علیم الدین شاکر مدظلہ کی طرف سے افطاری میں شرکت کی۔ یہ مسجد حضرت لاہوریؒ کی اہلیہ محترمہ نے بنوائی تھی۔ قاری علیم الدین شاکر صاحب طرز خطیب ہیں ان کی تشریف آوری کے بعد اس کی تعمیر جدید ہوئی یہ الحمدللہ! تین منزلہ خوبصورت مسجد اچھرہ مارکیٹ میں واقع ہے۔ قاری علیم الدین شاکر پورا رمضان المبارک عوام وخواص کو افطاری کراتے ہیں۔ جامع مسجد فاطمہ اسلامیہ پارک اور جامع مسجد خضریٰ سمن آباد جس کے خطیب ملک کے نامور عالم دین مولانا عبدالرؤف فاروقی مدظلہ ہیں، جو مطالعہ مذاہب کے عنوان سے ماہنامہ بھی نکالتے ہیں۔ جامعہ صدیقیہ توحید پارک گلشن راوی جس کے بانی مولانا قاری عبدالقیوم تھے، ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا قاری محمد اسلم مدظلہ نے نظام سنبھالا ہوا ہے۔ مذکورہ بالا مساجد میں ۱۷ر رمضان المبارک تک بیانات ہوئے۔

۱۸ر رمضان المبارک صبح کی نماز کے بعد جامعہ عثمانیہ شورکوٹ سٹی میں بیان ہوا، جبکہ جمعۃ المبارک کا بیان شورکوٹ کینٹ کے ریلوے اسٹیشن کے قریب جامع مسجد بلال میں ہوا، جس کا اہتمام شورکوٹ کینٹ کے متحرک وفعال راہنما ڈاکٹر شفیق احمد صدیقی مدظلہ نے کیا۔ امسال ملتان کی کئی ایک مساجد میں راقم کے بیانات ہوئے، ان میں سے دو مساجد تاریخی ہیں۔ جامعہ قاسم العلوم گلگشت، جامعہ کے بانی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع ملتانیؒ تھے۔ مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ جامعہ جدید یعنی گلگشت کے مہتمم رہے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا فیض احمد ملتانیؒ بھی ایک عرصہ مہتمم رہے۔ بانی جامعہ کے فرزند ارجمند مولانا عبدالبر محمد قاسمؒ بھی انتظام و اہتمام سنبھالے رہے، آج کل اس کے مہتمم حضرت مولانا مفتی اسعد محمود مدظلہ ہیں، مفتی محمد عامر ناظم اعلیٰ ہیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اکبرؒ بھی ایک عرصہ تک شیخ الحدیث رہے، جو قائد ملت اسلامیہ مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم اور سپاہ صحابہ کے قائد مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ سمیت سینکڑوں سے متجاوز علماء کرام کے استاذ تھے۔ حضرت شیخ الحدیث کے فرزند ارجمند مولانا فداء الرحمٰنؒ کرتا دھرتا رہے۔ اب مولانا حبیب الرحمٰن اکبر اور ان کے بھائی مسجد کی امامت اور مدرسہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں، مولانا حبیب الرحمٰن اکبر کی امامت میں نماز ظہر ادا کی اور دعا سے پہلے بیان کیا۔ دوسری اہم اور تاریخی مسجد نواں شہر ملتان کی صدیقیہ مسجد ہے، جو تنظیم اہلسنت کا مرکز رہی ہے۔ جہاں خطیب شہر حضرت مولانا عبدالشکور دین پوریؒ، مناظر اسلام حضرت مولانا عبدالستار تونسویؒ ایک عرصہ تک گرجتے برستے رہے۔ یہ وہ دور تھا جب تنظیم اہلسنت کا طوطی بولتا تھا۔ حضرت مولانا سید نورالحسن شاہ بخاریؒ، حضرت علامہ دوست محمد قریشیؒ، حضرت مولانا سید عبدالمجید ندیمؒ، حضرت مولانا عبدالشکور دین پوریؒ، حضرت مولانا عبدالکریم شاہ سمیت درجنوں علماء کرام کی ماہنامہ میٹنگ اور اجلاس ہوتے پورے ملک سے مدارس اور جامعات کے نمائندگان تشریف لاکر اپنے اپنے اداروں کے سالانہ اجتماعات کے لئے وقت لیتے، موبائل فون نے دفاتر کی اہمیت ختم کر دی تاہم جامع مسجد صدیقیہ میں خطابت کے فرائض نبیرہ تونسویؒ حضرت مولانا عبدالحمید تونسوی مدظلہ (جو اپنے نانا کی گھن گرج اور انداز بیان میں ہوبہو اور کاپی ہیں) سرانجام دے رہے ہیں، یکم اپریل عصر کی نماز کے بعد بیان ہوا۔

جامعہ رحمانیہ نیو ملتان حفظ و ناظرہ کی

بقیہ:..... والدہ ماجدہ کی رحلت

وصیت پر عمل کرتے ہوئے بھائی، بہنوں نے خدمت اور علاج معالجہ میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ امی جانؒ دل کی بہت غنی تھیں۔ ہر ماہ جامعہ میں طلبہ کے لیے صدقہ نافلہ بھجواتی تھیں۔ ہر دو جمعہ بعد مجھے کچھ رقم دیتیں کہ آپ قبرستان جا کر گورکن کو دے آئیں کہ وہ اباجیؒ کی قبر کی صفائی ستھرائی رکھتا ہے، اس کا حق ہے۔ حضرت والد صاحبؒ کے رہن سہن، مزاج، گفتار، طور طریقہ میں بہت حد تک مماثلت رہی۔ تقریباً ایک سال پہلے پتہ کی بیماری ظاہر ہوئی، اسی بیماری نے جگر، پھیپھڑے اور معدہ کو متاثر کیا۔ پیٹ کی بیماری میں جو شخص مبتلا ہوا اور اسی حالت میں موت آجائے حدیث شریف کی رو سے وہ شہادت کا درجہ پاتا ہے۔ الحمدللہ اعمال والی زندگی اور کلمہ توحید والی موت نصیب ہوئی۔

قارئین سے التماس ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ میرے والدین کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے، تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین!

معیاری درسگاہ ہے جس کے بانی امام القراء حضرت قاری رحیم بخشؒ کے شاگرد رشید حضرت مولانا قاری عبدالحمید میواتیؒ تھے، ان کی وفات کے بعد ان کے جانشین مولانا قاری شمس الدین مدظلہ نظم سنبھالے ہوئے ہیں، میں بھی مغرب کی نماز کے بعد بیان ہوا۔ پرانا شجاع آباد روڈ بلال چوک میں جامعہ موسویہ جامع مسجد الاقصیٰ جس کے بانی شیخ المشائخ حضرت فضل علی قریشی مسکین پوریؒ کے خلیفہ اجل حضرت حافظ محمد موسیٰ نقشبندیؒ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا قاری محمد اسماعیل نقشبندیؒ بعدازاں مولانا قاری محمد قاسم نقشبندیؒ نے نظم سنبھالے رکھا۔ اب بھی اسی خاندان نے اس کا نظام سنبھالا ہوا ہے۔ ۴/اپریل عصر کی نماز کے بعد بیان ہوا۔ اپنے مرکز کی جامع مسجد ختم نبوت میں صبح کی نماز کے بعد غزوۂ بدر، ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ، خلیفہ راشد خلیفہ چہارم حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور ام المومنین، صدیقہ کائنات، عفیفہ کائنات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سیرت وسوانح پر بیانات کا سلسلہ جاری رہا۔ مرکز کے امام قاری فاروق احمد کے سفر عمرہ پر روانگی کے بعد امامت اور تراویح کی امامت کا فریضہ مولانا حافظ محمد انس سلمہ نے سنبھالا اور خوب نبھایا۔ رمضان المبارک کی پچیسویں شب تکمیل قرآن کریم کی تقریب منعقد ہوئی۔ مرکزی ناظم اعلیٰ یادگار اسلاف حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم دو تین آدمیوں کے سہارے تقریب میں شریک ہوئے۔ فضائل قرآن پاک کے عنوان پر راقم کا مختصر بیان ہوا، جبکہ آخری دعا حضرت ناظم اعلیٰ دامت برکاتہم کے حکم پر مولانا حافظ محمد انس نے کرائی۔ جمعۃ المبارک کا خطبہ حسب سابق راقم نے عارف والا میں اہل حق کے قدیمی مرکز جامعہ عربیہ فاروقیہ کی جامع مسجد میں دیا۔☆☆

ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن گوجرانوالہ سے خطاب

پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی نے گزشتہ روز (۳۰/مارچ) ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن گوجرانوالہ کے زیر اہتمام سودی نظام کے حوالے سے منعقدہ ایک نشست سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ سودی نظام کا خاتمہ شرعی احکام اور دستور پاکستان دونوں کا ناگزیر تقاضا ہے۔ مگر اس کے لیے ہمیں قومی معاملات میں بیرونی مداخلت کو رد کرنا ہوگا اور اس کے لیے قومی جدوجہد ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ قیام پاکستان کے بعد اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے افتتاح کے موقع پر بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح مرحوم نے کہا تھا کہ پاکستان کا معاشی نظام مغربی اصولوں کی بجائے اسلامی احکام وتعلیمات کی روشنی میں تشکیل دیا جائے گا۔ مگر ہم ان کی وفات کے بعد اس کو نظر انداز کرتے ہوئے مغربی حکومتوں اور بین الاقوامی اداروں کے دائرہ میں چلے گئے اور قرض در قرض کے لامتناہی سلسلہ میں خود کو اتنا مقروض کر لیا کہ اب ہم انہی کے رحم وکرم پر ہیں اور قومی خودمختاری سوالیہ نشان بن کر رہ گئی ہے۔ اس لیے آج ہمارا سب سے بڑا مسئلہ قومی خودمختاری کی بحالی ہے جس کے لیے تمام طبقات کو مل کر جدوجہد کرنا ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ قرآن کریم نے سودی نظام کو نحوست اور بے برکتی کا باعث قرار دیا ہے اور صدقات کے نظام کو جس کی قوی شکل ویلفیئر اسٹیٹ ہے رحمت وبرکت کا ذریعہ بتایا ہے اور سود سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ سود سے رقم میں گنتی بڑھتی ہے جبکہ صدقہ وخیرات سے ویلیو بڑھتی ہے۔ اصل چیز گنتی نہیں ویلیو ہوتی ہے جس کا مشاہدہ ہم کھلی آنکھوں سے کر رہے ہیں کہ جو سونا ۱۹۷۰ء میں ایک سو ستر روپے تولہ خود میں نے گوجرانوالہ کے صرافہ بازار سے خریدا تھا اس کی قیمت آج دو لاکھ روپے سے زیادہ ہے۔ حالانکہ سونا وہی ایک تولہ ہے، ہم گنتی کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں جبکہ ہماری اصل ضرورت ویلیو اور برکت ہے۔ جو قرآن کریم کے احکام اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کو اپنانے سے حاصل ہوگی اور ہمیں بہرحال اس کی طرف واپس جانا ہوگا۔ مولانا زاہد الراشدی نے ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن گوجرانوالہ کے اس پروگرام پر خوشی کا اظہار کیا کہ مروجہ قوانین کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ لینے کے لیے تربیتی نشستوں کا اہتمام کیا جاتا ہے اور اسی پروگرام کے تحت سود کے مسئلہ پر اس نشست کا اہتمام کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ ہماری قومی ضرورت ہے کہ علماء کرام اور وکلاء مشترکہ طور پر ملک کے قانونی نظام کو اسلامی تعلیمات کے مطابق بنانے کے لیے محنت کریں۔ ان کی مشترکہ محنت اور اجتماعی جدوجہد سے ہی ملک میں قانون کی عملداری اور شریعت کے نفاذ کا ماحول بنے گا۔

(مولانا حافظ امجد محمود معاویہ، صوبائی سیکرٹری اطلاعات پاکستان شریعت کونسل پنجاب، ۳۱/مارچ ۲۰۲۴ء)

کتب فہرست 2024ء مطبوعات:.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نام کتاب	مصنف	عام قیمت
محاسبۂ قادیانیت (مکمل سیٹ)، (32 جلدیں)	متفرق حضرات	11200روپے
قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ (5جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ	1500روپے
قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	500روپے
رئیس قادیان	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	500روپے
آئینۂ قادیانیت	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ	300روپے
ائمۂ تلبیس	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	500روپے
قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	جناب محمد متین خالد صاحب	250روپے
ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ	250روپے
چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ (5جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ	1500روپے
قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ	600روپے
تحفۂ قادیانیت (6جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ	1800روپے
مجموعہ رسائل (ردِّ قادیانیت) جلد اول	حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	350روپے
مجموعہ رسائل (ردِّ قادیانیت) جلد دوم	رسائل اکابرین	350روپے
اسلام اور قادیانیت.....ایک تقابلی مطالعہ	مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ	300روپے
خطباتِ شاہین ختم نبوت (2جلدیں)	مولانا محمد بلال، مولانا محمد یوسف ماما	700روپے
تذکرہ مجاہدین ختم نبوت	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ	350روپے
قادیانیت کا تعاقب	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ، مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ	250روپے
تحریک ختم نبوت (10جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ	4500روپے
مقدمہ مرزائیہ بہاولپور (3جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ	1000روپے
ختم نبوت کورس	مولانا مفتی مصطفیٰ عزیز صاحب	350روپے
مولانا ظفر علی خانؒ اور فتنۂ قادیانیت	جناب محمد متین خالد صاحب	400روپے
قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے (2جلدیں)	جناب محمد متین خالد صاحب	700روپے

نوٹ:... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے، تبلیغ کے نقطۂ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں

ملنے کا پتہ:..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر، ضلع چنیوٹ

خوشخبری

گوادر سٹی میں

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت

کے زیرِ اہتمام

جامع مسجد خاتم النبیین و مرکزِ ختمِ نبوت گوادر
کے تعمیری کام کا سلسلہ جاری ہے

اہلِ خیر حضرات متوجہ ہوں!

محافظینِ ختمِ نبوت سے اپیل کی جاتی ہے کہ اپنے لیے اور اپنے اہلِ خانہ لواحقین کی طرف سے جامع مسجد خاتم النبیین و مرکزِ ختمِ نبوت گوادر کی تعمیرات میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیں۔

محاذِ ختمِ نبوت کے ساتھ تعاون نبی پاک ﷺ کی شفاعت کا بہترین ذریعہ ہے

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT

Whatsapp: 03009899402
Easy Paisa: 03333060501

Account # 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.